مدینۃ المسیح

میر محمد اسحٰق صاحب اور مولوی اللہ دتا صاحب ۲۱ نومبر سیالکوٹ سے اور مولوی غلام رسول صاحب راجیکی امرتسر سے واپس آ گئے

۲۴ نومبر مولوی اللہ دتا صاحب اور مولوی غلام رسول صاحب راجیکی بیٹھانکوٹ بھیجے گئے جہاں غالباً غیر احمدیوں سے مناظرہ ہوگا۔

معلوم ہوا ہے۔ علاوہ باقاعدہ ٹرینوں کے ایام جلسہ میں امرتسر اور قادیان کے درمیان ایک سپیشل ٹرین چلیگی۔ جو امرتسر سے ۱۰ بجے صبح روانہ ہو کر ۱۲ بجے یہاں پہونچیگی ؛

سید زین العابدین ولی اللہ شاہ صاحب قریباً تین ہفتہ سے کھانسی اور بخار میں مبتلا ہیں۔ گو پہلے سے افاقہ ہے۔ لیکن تا حال پوری صحت نہیں ہوئی۔ احباب انکی صحت کیلئے دعا فرمائیں۔

میر قاسم علی صاحب ایڈیٹر فاروق کئی روز سے بعارضہ اسہال و بخار بیمار ہیں۔ اور احباب سے دعا کی درخواست کرتے ہیں۔

مفتی محمد صادق صاحب سلسلہ کی بعض ضروریات کیلئے دہلی مقیم ہیں۔ وہاں سے واپسی پر انبالہ۔ امرتسر اور لاہور قیام کریں گے۔

احمدیہ مشن لنڈن کیلئے خواتین کا چندہ

احمدیہ مشن لنڈن کیلئے حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ نے مستورات کو چندہ فراہم کرنے کا جو ارشاد فرمایا ہے۔ اس کی تعمیل میں مختلف مقامات کی خواتین سرگرمی سے کام کر رہی ہیں۔ قادیان کی مستورات نے بارہ سو کے قریب چندہ جمع کیا ہے۔ اور سیالکوٹ کی خواتین نے تین سو کے قریب۔ دوسرے مقامات سے حسب ذیل اطلاعات موصول ہوئی ہیں :۔

۱۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ کی تحریک لنڈن مشن کے متعلق کیمبل پور کی احمدی خواتین میں تحریک کی گئی جس پر بتیس ۳۲ روپیہ آٹھ آنہ نقد اور دو نقرئی چوڑیاں حاصل ہوئیں

الیس یا الیس نسیم اہلیہ ڈاکٹر سید محمد حسین صاحب

۲۔ لاہور میں اس وقت تک سو روپے کی رقم اور کچھ طلائی زیور وصول ہوئے ہیں۔ اور کچھ بہنوں نے وعدے لکھائے ہیں

سعیدہ سیکرٹری لجنہ اماء اللہ لاہور

۳۔ حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کی تحریک کی تعمیل میں ۸ نومبر جلسہ کیا گیا۔ جس میں بہت سی بہنوں نے وعدے لکھوائے۔ بعض رقوم نقد بھی وصول ہوئیں۔ کل رقم پچاس کے قریب ہوگی۔

نیاز بی بی پریذیڈنٹ لجنہ اماء اللہ جماعت احمدیہ فیروز پور

۴۔ ہمارے گاؤں میں سوائے ہمارے اور کوئی احمدی نہیں۔ اور جو ہیں۔ وہ ڈیڑھ میل دو میل سے کم دور نہیں۔ اس واسطے احمدی مستورات کوئی جلسہ تو کر نہیں سکیں۔ لیکن میں نے ایک ایک پیسہ کر کے دو روپیہ جمع کئے ہیں۔ اور کبھی کبھی کچھ آٹا بھی رکھ چھوڑتی تھی۔ دو روپیہ اس کی قیمت کل چار روپیہ جو کہ خود میرے اپنے ہیں۔ اور گاؤں کی غیر احمدی عورتوں سے بھی چندہ کیا گیا۔ جو کہ بصورت اناج وغیرہ تین روپیہ کے قریب ہو گئے۔ یہ چندہ میں نے خود کیا۔ ان کو حالات مسجد لنڈن کے اور اخراجات کے زیادہ ہونے کے بتائے گئے۔ اس طرح انکو خدا کے فضل سے حالات سلسلہ سے بھی کچھ واقفیت ہو گئی ؛ خاکسار راج بیگم زوجہ مستری محمد عالم صاحب لائلپوری

زمرۂ محدثین - ہیں۔ جو فی الواقعہ نبی نہیں ہوتے۔ تو اس سے لازم آئیگا کہ آپ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اور حضرت عیسٰی علیہ السلام اور اُن سے قبل کے کل انبیاء کی نبوت ورسالت کے منکر ہیں اور اگر آپ کی مراد اس سے لغوی معنی کے رُو سے نبی تھے۔ جس میں آپ کے تازہ پیش کردہ بلکہ تازہ تیار کردہ بیانات اور خیالات کے مطابق یہ دونوں گروہ یعنی انبیاء اور محدثین ہر دو داخل ہیں۔ تو اس صورت میں لازماً ماننا پڑے گا۔ کہ آپ کے نزدیک امت محمدیہ میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے قبل کوئی محدث اور ولی اللہ بھی نہیں ہوا۔ جیسا کہ کوئی واقعی نبی اس عرصہ میں نہیں ہوا۔ غرض ان تین صورتوں کے سوا اور کوئی صورت ہو نہیں سکتی۔ اور یہ تینوں صورتیں آپ کے عقائد کے خلاف ہیں ؛

حضرت مسیح موعودؑ زمرۂ انبیاء میں سے ہیں

(۲) آپ کو غالباً یاد ہوگا۔ ایک دفعہ خواجہ غلام الثقلین صاحب نے چار اصول سلسلہ احمدیہ کی صداقت کو پرکھنے کے لئے قائم کئے تھے۔ یعنی عدل وانصاف کفایت شعاری۔ سعی ومحنت اور اتفاق قومی " اور آپ نے ان کی اس بحث کی غلطی کو ظاہر کرکے دکھایا تھا۔ کہ یہ وُہ اصول نہیں جو کلام ربانی میں حق اور باطل کے درمیان امتیازی نشانوں کے طور پر قائم کئے گئے ہوں۔ نہ ہی ان باتوں پر زور دے کر ہم کسی مفید نتیجہ پر پہونچ سکتے ہیں۔ بلکہ امتیازی نشان سچے اور جھوٹے مدعی نبوت میں وہ ہے جس کو قرآن کریم نے اس پختہ اور حتمی وعدہ کے رنگ میں بیان کیا ہے۔ کہ انا لننصر رسلنا والذین امنو فی الحیٰوۃ الدنیا .... نصرت اور تائید اس طرح پر جو سلسلہ نبوت کے ساتھ خاص ہے۔ جھوٹے مدعی کو کبھی نہیں ملتی "؛

جس کے جواب میں خواجہ غلام الثقلین صاحب نے آپ کی اس دلیل کو توڑنے کے لئے مندرجہ ذیل چار باتیں پیش کی تھیں ؛

" ۱۔ شیطان نے خدا کی عزت کی قسم کھائی ہے۔ کہ وُہ سب کو گمراہ کردے گا۔ الا عبادک منہم المخلصین ..... شیطان اپنے اس خیال میں سچا ہوگیا .... ۲۔ قوم فرعون اُن (بنی اسرائیل کے) بچوں کو قتل کردیتی تھی۔ ...... ۳۔ مسیح مصلوب ہوئے .... ۴۔ خلفاء اربعہ اور سبطین میں سے منجملہ چھ کس کے پانچ نفس دشمنوں کے ہاتھ سے ہلاک ہوئے "؛

خواجہ غلام الثقلین صاحب کے اس اعتراض کے جواب میں آپ نے جو کچھ لکھا تھا۔ میں سردست اس کا صرف ایک فقرہ آپ کو یاد دلانا چاہتا ہوں۔ آپ نے اس کے جواب میں لکھا تھا۔

" بحث تو یہ تھی۔ کہ سچے اور جھوٹے مدعی نبوت میں امتیازی نشان قرآن کریم نے کیا قرار دیا ہے۔ اب خواجہ غلام الثقلین خود ہی بتائیں۔ کہ ان پیش کردہ امور میں سے سوائے تیسرے کے جس میں حضرت مسیح علیہ السلام کا ذکر ہے۔ باقی مدعی نبوت کون کون ہیں۔ کیا شیطان مدعی نبوت ہے۔ کیا بنی اسرائیل کے شیر خوار لڑکے مدعی نبوت تھے۔ کیا خلفاء اربعہ اور سبطین مدعی نبوت تھے اگر نہیں۔ تو ان باتوں کو امر زیر بحث سے کیا تعلق ہے "

(ریویو جلد پنجم نمبر ۱۱ - زیر عنوان " ایک نیا معترض ")

میں اس کے متعلق مولوی محمد علی صاحب سے اور پھر ایڈیٹر صاحب پیغام سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ اس حوالہ میں نبوت سے مراد کونسی نبوت تھی۔ آیا انبیاء والی نبوت یا حسب اصطلاح مولوی محمد علی صاحب محدثین والی نبوت یعنی محدثیت۔ ہو۔ اگر انبیاء والی نبوت مراد تھی۔ جس کے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بھی حامل ہونے کا اور آپ کے ۔ ی معنی میں مدعی نبوت ہونے کا اس وقت اقرار کیا گیا تھا۔ " رکیا جاتا تھا۔ تو اب کیوں انکار کیا جارہا ہے۔ اور اگر اس سے مراد محدثیت تھی۔ تو کیا خلفاء اربعہ اور سبطین میں سے کوئی بھی محدث نہیں تھا۔؟ اگر تھا اور ضرور تھا۔ تو اس سے محدثیت کیونکر مراد ہوسکتی ہے۔

اس حوالہ کے متعلق مولوی محمد علی کا ایک جواب اور اس کا ابطال

مولوی محمد علی صاحب نے ایک جگہ اس سوال کا یہ جواب دیا ہے۔ کہ اس نبوت سے مراد ماموریت تھی۔ کیونکہ اگرچہ خلفاء اربعہ اور سبطین میں سے کم از کم بعض افراد نبوت جزئیہ یا نبوت ناقصہ کو پانے والے تھے۔ کیونکہ وہ اولیاء اللہ تھے۔ اور خصوصاً حضرت عمرؓ کو تو خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے محدث فرمایا ہے۔ اور محدثیت خود جزوی نبوت یا نبوت ناقصہ ہوتی ہے۔ مگر ان چھ کس میں سے کوئی ماموریت تھا۔ لیکن مولوی صاحب کا یہ جواب ان کے اپنے بیانات اور اقوال سے سراسر غلط اور جھوٹا ثابت ہوتا ہے۔ کیونکہ " النبوت فی الاسلام " میں مولوی محمد علی صاحب لکھ چکے ہیں۔ کہ

" اس امت میں جس قسم کی نبوت ہوسکتی ہے۔ وُہ حضرت علیؓ کو ضرور ملی ہے۔ کیونکہ حضرت علیؓ کو آنحضرتؐ سے وُہ نسبت ہے جو ہارونؑ کو موسےٰؑ سے۔ یعنی ایک نبی کو دُوسرے نبی سے ہوسکتی ہے " (صفحہ ۱۱۵)

اور یہ ظاہر ہے۔ کہ حضرت علیؓ خلفاء اربعہ میں سے ہیں۔ پس اگر اس نبوت کے لئے ماموریت شرط ہے۔ یا یہ اس نبوت کی کوئی جزو ہے۔ تو " النبوت فی الاسلام " والے حوالہ کے رُو سے حضرت علیؓ کو مامور بھی ماننا پڑے گا۔ ورنہ وہ جزوی نبی نہیں بن سکتے۔ اور اگر ماموریت نبوت کی نہ کوئی جزو ہے نہ شرط۔ تو اس صورت میں نبوت سے مراد ماموریت کو قرار دینا سراسر دھوکہ اور جھوٹا عذر ہے۔ اور اگر ماموریت بذاتِ خود ایک شعبہ یا قسم نبوت کی ہے جو اس امت کے کسی فرد کو مل سکتی ہے۔ تو وُہ بقول مولوی محمد علی صاحب حضرت علیؓ کو ضرور ملی ہے۔ کیونکہ " اس امت میں جس قسم کی نبوت ہوسکتی ہے۔ وہ حضرت علیؓ کو ضرور ملی ہے "

آنحضرتؐ کے بعد اور مسیح موعودؑ سے قبل کوئی نبی نہیں ہوا

(۳) پھر انجمن حمایت اسلام لاہور کے ماہواری رسالہ میں ۱۹۰۷ء میں قاضی محمد سلیمان صاحب کا ایک مضمون بعنوان " استقامت " چھپا۔ جس میں اسلام اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت کی یہ دلیل دی گئی تھی۔ کہ

" اس وقت جبکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ پانچ چھ آدمیوں سے زیادہ نہ تھے۔ جن کو رہنے کا ٹھکانا اور کھانے کو آب ودانہ نہ تھا۔ اس وقت خدا کا ازلی وابدی کلام آنحضرتؐ کو یُوں تسلی دیتا تھا۔ خدا تیرے باایمان۔ باعمل لوگوں کو ارضِ مقدس کا مالک بنائے گا۔ اور تمہارے دین کو جو خدا کا پسندیدہ ہے۔ دنیا میں استحکام بخشے گا۔ اور تمہارے خوف وہراس کو بالکل امن وسلامتی سے بدل ڈالے گا۔ غور کرو۔ کیا ایسی مصیبت کا مارا ایسی پیشگوئی کرسکتا ہے۔ جبکہ اس کی تعلیم خدا کی طرف سے نہ ہو "۔

جس پر مولوی محمد علی صاحب نے جولائی ۱۹۰۷ء کے ریویو اُردو میں لکھا تھا۔ کہ

" یہ بات بالکل سچ ہے۔ کہ ایک مدعی رسالت کی صداقت کی اس سے بڑھ کر زبردست شہادت اور کوئی نہیں ہوسکتی۔ کیونکہ یہ وُہ شہادت ہے۔ جو اللہ تعالےٰ اپنے فضل سے دیتا ہے۔ اور اس طرح پر اپنے قول اور فعل سے مؤید کرکے اپنی مقدس ہستی کا کھلا کھلا ثبوت بھی ساتھ ہی دیتا ہے۔ معمولی معجزات کے گواہ چند آدمی ہوتے ہیں۔ مگر یہ ایک ایسا معجزہ ہے۔ جس کی گواہ ساری دنیا ہمیشہ کے لئے ہوجاتی ہے۔ ہم امید کرتے ہیں۔ کہ جن صاحب نے یہ دلیل تو صداقت اسلام پر دی ہے۔ اور جن صاحبوں نے اسے پسند فرمایا ہے۔ وُہ اپنی آنکھوں کے سامنے آج دوبارہ اسی دلیل کا نقشہ پیش ہوتا ہُوا دیکھکر گھبرا نہیں جائینگے "؛ صفحہ ۲۶۹

میں اس وقت اس حوالہ کے صرف لفظ " دوبارہ " کے معنی دریافت کرنا چاہتا ہوں۔ کہ اگر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام انہی معنوں میں نبی اور رسول ہوسکتے ہیں۔ جن معنوں میں اس امت کے دوسرے مجددین۔ محدثین۔ اولیاء نبی اور رسول تھے۔ تو اس صورت میں یا تو آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد اس دلیل کا پیش ہونا بقول آپ کے ممکن ہی نہیں۔ اور یا پھر اس تیرہ سو سال کے عرصہ میں سینکڑوں بلکہ ہزاروں بار پیش ہوچکا ہے۔ پھر اس بات کے کیا معنی کہ " آج دوبارہ اسی دلیل کا نقشہ پیش ہوتا ہُوا دیکھ کر گھبرا نہیں جائینگے "۔

اس سے صاف طور پر ثابت ہوتا ہے۔ کہ جس زمانہ میں آپ کے قلم سے یہ الفاظ نکلے تھے۔ اس وقت حضرت مسیح موعود علیہ السلام انہی معنوں میں نبی اور رسول تھے۔ جن معنوں میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپؐ سے قبل کے انبیاء علیہم السلام نبی تھے۔ اور ان معنوں میں اس تیرہ سو سال کے عرصہ میں سوائے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اور کوئی نبی اور رسول قطعاً نہیں ہُوا ؛

خاکسار محمد اسماعیل قادیان

نہرو رپورٹ کے خلاف جلسے

پشاور میں جلسہ

۴ نومبر ۲۸ء انجمن احمدیہ پشاور کا ایک اجلاس زیر صدارت جناب ملک عادل شاہ صاحب احمدی رئیس ترنگزئی تحصیل چارسدہ ہشتنگر منعقد ہوا۔ اور مندرجہ ذیل ریزولیوشن پاس ہوئے:۔

(۱) انجمن احمدیہ کا یہ اجلاس نہرو کمیٹی کی رپورٹ کی سخت مخالفت کرتا ہے۔ کیونکہ اس میں مسلمانوں کے حقوق بری طرح پامال کئے گئے ہیں۔ مسلمانوں کے لئے یہ رپورٹ ہرگز قابل تسلیم اور قابل عمل نہیں۔

(۲) ا۔ تمام ملک میں فیڈرل حکومت کا طریق صوبہ جات کی مکمل خود اختیاری کے ساتھ جاری کیا جائے۔

ب۔ مرکزی حکومت میں مسلمانوں کی کم از کم ⅓ نیابت ہونی چاہیئے۔

ج۔ تمام صوبوں میں جداگانہ انتخاب کو قائم رکھا جائے۔ اور ہر جگہ ملازمتوں میں ہر قوم کو اس کی تناسب آبادی کے لحاظ سے ملازمتیں ملنی چاہئیں۔

(۳) یہ کہ آئندہ فسط اصلاحات مسلمانوں کے لئے مزید نقصانات اور خطرات کا موجب ہوگی۔ اگر حسب ذیل باتوں کو مدنظر نہ رکھا گیا۔

ا۔ صوبہ سرحد اور صوبہ بلوچستان میں ہندوستان کے دیگر صوبوں کے مساوی اصلاحات کا نفاذ کیا جائے۔

ب۔ سندھ کو علیحدہ کر کے وہاں بھی مکمل اصلاحات کا نفاذ کیا جاوے۔

(۴) تمام اقوام کو اپنے مذہب کی تبلیغ کے لئے پوری پوری آزادی ہونی چاہئے۔

(۵) مسلمانوں کے اہلی اور عائلی معاملات اسلامی قانون کے مطابق فیصلہ ہونے چاہئیں۔

(۶) ہندوستان کی دفتری زبان اردو ہونی چاہیئے۔

(۷) یہ کہ سائمن کمیشن کے سرحد میں آنے کے موقعہ پر انجمن احمدیہ پشاور کی طرف سے ایک خوش آمدید کا تار کمیشن کو دیا جائے۔ اور یہ لکھا جائے۔ کہ ہم کمیشن کے ساتھ کلی طور پر تعاون کے لئے تیار ہیں اور نہرو رپورٹ کے برخلاف ہیں۔ کیونکہ اس میں مسلمانوں کے حقوق کی حق تلفی کی گئی ہے۔

(۸) مذکورہ بالا ریزولیوشنز کی کاپیاں پریس اور لوکل گورنمنٹ اور نظارت خارجیہ جماعت احمدیہ قادیان اور لوکل انجمنہائے احمدیہ صوبہ سرحد کو بھیجی جائیں۔

گل محمد خاں بی اے۔ ایل ایل بی۔ اسسٹنٹ سکرٹری انجمن احمدیہ پشاور

مردان میں جلسہ

۸ نومبر۔ انجمن احمدیہ مردان کا خاص اجلاس نہرو رپورٹ کے خلاف بصدارت میاں محمد یوسف صاحب امیر جماعت منعقد ہوا جس میں ریزولیوشن پاس کئے گئے۔ اور قرار پایا۔ کہ اس کی کاپیاں پریس اور لوکل گورنمنٹ اور نظارت خارجیہ جماعت احمدیہ قادیان اور حکام مقامی ضلع کے پاس بھیجی جائیں۔ چراغ دین مولوی فاضل سکرٹری انجمن احمدیہ مردان

ڈیرہ غازیخاں میں جلسہ

۹ نومبر بوقت شام مسجد احمدیہ میں انجمن احمدیہ ڈیرہ غازیخاں کا اجلاس جو زیر صدارت اخوند محمد افضل خانصاحب منعقد ہوا۔ جس میں مندرجہ ذیل ریزولیوشن باتفاق رائے پاس کئے گئے۔

(۱) انجمن احمدیہ ڈیرہ غازیخاں سائمن کمیشن کا خیر مقدم کرتی ہے۔ اور اس سے مسلم مفاد کے لئے بالخصوص اور تمام ہندوستان کے لئے بالعموم بہترین امیدوں کی توقع رکھتی ہے۔

(۲) ہم نہرو رپورٹ کو ناپسند کرتے ہیں۔ کیونکہ اس میں مسلم مفاد کا خیال نہیں رکھا گیا۔ بلکہ اس کے برخلاف مسلم حقوق کو دانستہ پامال کیا گیا ہے۔

(۳) ہم صوبجات کی کامل خود اختیاری کے ساتھ فیڈرل سسٹم آف گورنمنٹ چاہتے ہیں۔

(۴) ہم صوبہ سندھ کی علیحدگی اور اس میں اصلاحات کا نفاذ اور اسی طرح صوبہ سرحدی اور بلوچستان میں اصلاحات کا نفاذ ضروری سمجھتے ہیں۔

(۵) ہم تمام صوبہ جات میں جداگانہ نیابت اور بنگال اور پنجاب میں تناسب آبادی کی بنا پر نشستوں کی تخصیص کو ضروری خیال کرتے ہیں۔

(۶) مرکزی حکومت میں مسلمانوں کی ⅓ حصہ کی نیابت کے خواہشمند ہیں۔ ※

ہندوستان کی خبریں

پشاور ۱۹۔ نومبر۔ آج سائمن کمیشن کا اجلاس وکٹوریا میموریل ہال میں منعقد ہوا۔ اور غیر سرکاری شہادتیں لی گئیں۔ مرکزی ارکان بھی کمیشن میں شریک ہو گئے۔ کمیشن کے سامنے حوانین کا ایک وفد پیش ہوا۔ انھوں نے سرحد میں انقلاب کی مخالفت کرتے ہوئے کہا۔ کہ اس طرح ہمارا اعتماد کم ہو جائے گا۔ نیز انھوں نے کہا۔ کہ سرحد کے مسلمان مخلوط انتخاب کے حامی ہیں۔ کیونکہ اس سے انھیں کوئی نقصان نہیں پہونچتا۔

پشاور ۱۹۔ نومبر۔ آج اراکین سائمن کمیشن اور مرکزی کمیٹی خیبر تک گئے۔ لیکن فساد کے حلقے سے قریباً ایک میل ادھر رہے۔ شنواریوں نے کمیشن کا استقبال کیا۔ معززین نے کمیشن کو دعوت چائے دی۔

پشاور ۱۵۔ نومبر۔ ٹوپی اور پگڑی کا جو سوال کابل اور ہندوستان کے سکھوں کے درمیان موجب تشویش و اضطراب ثابت ہو رہا تھا۔ اس کا تسلی بخش تصفیہ ہو گیا ہے۔ سکھوں نے ٹوپی پہننا بطیب خاطر منظور کر لیا ہے۔ کابل سے جو مسافر آج آئے۔ ان کی زبانی معلوم ہوا ہے۔ کہ کابل کے سکھوں نے کافی غور و خوض کے بعد فیصلہ کر لیا ہے۔ کہ شاہ افغانستان کے احکام کی تعمیل کی جائے۔ چنانچہ انھوں نے آئندہ کے لئے ایک خاص قسم کی ٹوپی پہننا منظور کر لیا ہے۔

امروہہ ۱۹۔ نومبر۔ موضع ببراکلاں تحصیل امروہہ میں چھ سو سے زیادہ ہندوؤں کے مشتعل مجمع نے مسلمانوں پر حملہ کر دیا۔ اور مسلمانوں کو بے دردی کے ساتھ زدوکوب کیا۔ ایک نوجوان عورت کو زندہ جلا دیا۔ ایک کو قتل کر دیا۔ ایک سو مکانات جن میں ایک مسجد بھی شامل ہے نذر آتش کر دئے گئے۔ پولیس مصروف تفتیش ہے۔ اس وقت تک ۱۷ گرفتاریاں عمل میں آئی ہیں۔

جدید دہلی ۲۲۔ نومبر۔ سرکاری اعلان مظہر ہے۔ کہ آج ساڑھے سات بجے شام کے سائمن کمیشن کی گاڑی جدید دہلی کے ریلوے سٹیشن پر پہونچی۔ اس کے تھوڑی دیر کے بعد مرکزی کمیٹی کی گاڑی بھی آگئی۔ ریلوے سٹیشن پر سرکاری اور غیر سرکاری ارکان نے سر جان سائمن اور ان کے رفقاء کا استقبال کیا۔ ارکان کمیشن کی خواہش کے مطابق خیر مقدم میں کوئی خاص اہتمام نہیں کیا گیا۔ حکومت ہند کے وزیر داخلہ چیف کمشنر دہلی اور حکومت دہلی کے اعلیٰ افسر بھی سٹیشن پر موجود تھے۔ جمہور کے بھی بہت سے نمائندے پلیٹ فارم پر حاضر تھے۔ سٹیشن کے باہر بھی لوگوں کا کافی مجمع تھا۔ لیکن کسی قسم کا شور نہیں اٹھا۔ لیکن ارکان مرکزی کمیٹی اور ان کے میزبانوں کی موٹر کاریں جب ریلوے اسٹیشن سے روانہ ہوئیں۔ تو ان پر حملہ کیا گیا۔ ایک کار کی ایک کھڑکی ٹوٹ گئی۔ لیکن خوش قسمتی سے کسی رکن کو ضرب نہیں آئی۔

لاہور ۲۰۔ نومبر۔ ڈاکٹر سر محمد اقبال پنجاب کونسل کے آئندہ اجلاس میں ریزولیوشن پیش کریں گے۔ کہ پنجاب کونسل کی میعاد زندگی کو نئے کانسٹی ٹیوشن کے عمل میں آنے تک بڑھا دیا جائے تاکہ نئے انتخابات کونسل نئے کانسٹی ٹیوشن کے ماتحت ہوں۔

لاہور ۲۱۔ نومبر۔ عدالت عالیہ پنجاب میں دوست علی عمر دین۔ بابو اور دیگر اشخاص کا مرافعہ پیش ہوا۔ ان کو ملک پور کے فساد کے سلسلے میں سشن جج انبالہ نے سزائیں دی تھیں۔ عدالت عالیہ نے تمام ملزمین کو بالکل بری کر دیا ہے۔

پٹنہ ۱۹۔ نومبر۔ مقامی حکومت نے پٹنہ ہائیکورٹ میں دو نئے ایڈیشنل ججوں کے تقرر کی منظوری دی ہے۔ تقرر کا اعلان عنقریب ہونے والا ہے۔

بنوں ۱۹۔ نومبر۔ کئی روز سے گورہ فوج کی سپیشل گاڑیاں دھڑا دھڑ آ رہی ہیں۔ معلوم ہوا ہے۔ کہ یہ افواج رزمک جانے والی ہیں۔ کیونکہ بیان کیا جاتا ہے۔ کہ قبیلہ دتاخیل نے بغاوت کر دی ہے اور یہ افواج ان کی سرکوبی کے لئے بھیجی جا رہی ہیں۔

دہلی ۲۰۔ نومبر۔ معلوم ہوا ہے۔ کہ نظام حیدرآباد کل رات کو ۱۱ بجے سپیشل ٹرین پر دہلی سے واپس تشریف لے گئے ہیں۔ نئی دہلی کے اسٹیشن پر پولیس کا معقول انتظام تھا۔

جدید دہلی ۲۱۔ نومبر۔ جنوبی افریقہ کے ایجنٹ حکومت ہند رائٹ آنریبل مسٹر وی۔ ایس شاستری نے فیصلہ کر لیا ہے۔ کہ شروع ۱۹۲۹ء سے وہ اپنے عہدے سے سبکدوش ہو جائیں گے۔ اس لئے حکومت ہند نے ان کے جانشین کے مسئلہ پر پورا غور کرنے کے بعد فیصلہ کیا ہے۔ کہ اب بھی کسی غیر سرکاری آدمی کو ایجنٹ بنا کر افریقہ بھجوائے۔ چنانچہ سر کے وی ریڈی کا تقرر بھی ہو گیا ہے۔

دہلی ۱۹۔ نومبر۔ افغانستان سے تو کوئی اطلاع موصول نہیں ہوئی۔ لیکن سرحدی اطلاعات سے اس بیان کی تصدیق ہوتی ہے۔ کہ ڈکا جلال آباد کی سڑک پر جو قبائل کی خانہ جنگی برپا ہے۔ وہ کسی قدر اہم نوعیت رکھتی ہے۔ کابل اور ہندوستان کے درمیان آمد و رفت بھی بند ہے۔

کراچی ۲۱۔ نومبر۔ یہاں اطلاع موصول ہوئی ہے۔ کہ مسٹر لال خاں برطانی ایجنٹ متعینہ گوادر ساحل بلوچستان نے ۲۸۔ اکتوبر کی شب کو گلے میں پھندا ڈال کر خود کشی کر لی۔ بیان کیا جاتا ہے۔ کہ کام کی زیادتی کے باعث اس کے دماغ میں خلل پیدا ہوا۔ اور خلل دماغ سے یہ نوبت آئی۔

کلکتہ ۲۰۔ نومبر۔ یہاں ایک پشاوری کے مکان پر محکمہ آبکاری کے افسروں نے چھاپہ مارا۔ شمالی ہند کے چند مسلمان وہاں موجود تھے۔ انھوں نے انسپکٹر آبکاری پر حملہ کیا۔ اور اس کو مجروح کر دیا۔ پولیس نے آج شام کو ۵ من ناجائز افیون برآمد کی ہے۔ بیان کیا جاتا ہے۔ کہ ناجائز افیون کا کاروبار کرنے والوں نے مسلح ہو کر پولیس پر حملہ کیا۔ اور افیون کی ایک مقدار لے کر بھاگ گئے اس سلسلہ میں چند گرفتاریاں ہو چکی ہیں۔

لاہور ۲۰۔ نومبر۔ آنریری لفٹنٹ سردار گجیندر سنگھ پنجاب کی آئندہ اجلاس میں تحریک کریں گے۔ کہ دیوانی اور فوجداری عدالتوں میں رشوت خواری بند کرانے کے لئے سی آئی ڈی افسر مقرر کئے جائیں۔

ممالک غیر کی خبریں

۱۴۔ نومبر۔ صوبہ کورڈوبا کے اندر ولاساریا کے نواحی علاقہ میں طوفان باد و باراں کے باعث ۱۴۔ آدمی ہلاک اور ڈیڑھ سو زخمی ہوئے ہیں۔

لنڈن ۱۹۔ نومبر۔ پہفتہ میں برطانیہ اور اردگرد کے سمندروں میں طوفان باد و باراں ۸۰ میل فی گھنٹہ کی رفتار سے آیا۔ جس سے قریباً ۳۰۔ آدمی ہلاک اور متعدد مجروح ہوئے۔ عمارات اور جہازات کا نقصان ہوا۔ جہازات کی تباہی کی بڑی لرزہ خیز داستانیں بیان کی جاتی ہیں۔ ایک جہاز میں ۶ جہازران تھے۔ لیکن صرف ایک نوجوان بچ نکلا۔ وہ ۳۶۔ گھنٹہ طوفان خیز سمندر کی ایک چٹان پر پڑا رہا۔ لنڈن سے ۱۰ شہروں کے ٹیلیفون کے سلسلے منقطع ہو گئے۔ ایک گرجے کی چھت اڑ کر قریب کی چھت پر جا پڑی۔

ہانکانگ ۱۹۔ نومبر۔ آج فوج کے صدر دفتر میں ۲۱۔ آدمیوں کو تہ تیغ کیا گیا۔ ان میں سے سولہ چینی قزاق تھے جنھوں نے برطانوی جہاز کو لوٹا تھا۔

یروشلم ۲۱۔ نومبر۔ ہندوستان کے مسلم لیڈر مولانا محمد علی کو شام سے فلسطین میں داخل ہونے کی اجازت بدیں عذر نہیں دی گئی۔ کہ ان کی تشریف آوری سے یہودیوں اور عربوں کی منافقت کو مزید تقویت ہو جائیگی۔

پیرس ۱۳۔ اکتوبر۔ معلوم ہوا ہے۔ کہ حبیب اللہ خاں طرزی برادر زادہ محمود طرزی وزیر خارجیہ افغانستان عنقریب پیرس میں موجودہ سفیر افغانستان کی بجائے مامور ہونے والے ہیں۔

وارسا ۱۹۔ نومبر۔ گروڈ ریاولس کے جیل خانے سے ۱۶۔ عمر قیدی فرار ہو گئے۔ ان کی گرفتاری کے لئے پومرینیا کی تمام پولیس متعین ہوئی ہے۔ ان لوگوں نے بغیر اوزار و کے اپنے ہاتھوں سے ۳۰ گز طویل اور تین فٹ گہری ایک سرنگ بنائی۔ اور جیل سے نکل کر ان لوگوں نے تبدیلی لباس کی خاطر ایک درزی کی دکان پر چھاپا مارا۔ اور ایک موٹر کار چرا کر غائب ہو گئے۔

لنڈن ۲۰۔ نومبر۔ اعلان کیا گیا ہے۔ کہ سر جان سائمن کے حلقہ انتخاب (سپین ویلی) میں عام انتخابات کے موقعہ پر برٹش لوکل آپشن اینڈ ویمن پارٹی کی طرف سے ممدوح کے خلاف ایک امیدوار کھڑا کیا جائے گا۔

لنڈن ۲۰۔ نومبر۔ بنک آف انگلینڈ نے خزانہ کے موجودہ نوٹوں کی جگہ پونڈ اور دس شلنگ کے جو نوٹ تیار کئے ہیں۔ وہ پنجشنبہ کو پہلی مرتبہ جاری ہو جائیں گے۔ سابقہ نوٹ واپس طلب کئے گئے ہیں۔ تاکہ ان کو منسوخ کر دیا جائے۔ ماہرین کا خیال ہے۔ کہ جدید نوٹوں کے نمونہ کے جعلی نوٹ نہیں بن سکتے۔ پونڈ والے نوٹ سبز اور دس شلنگ کے سرخ رنگ کے ہیں۔

بھائی عبدالرحمٰن قادیانی پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھاپ کر مالکان کے لئے قادیان سے شائع کیا۔

اخبار احمدیہ

جماعت احمدیہ دہلی کا تار حضور نظام کی خدمت میں

ایچ ای ایچ حضور نظام کی دہلی میں تشریف آوری پر آپ کے پرائیویٹ سیکرٹری کو حسب ذیل خیر مقدم کا تار بابو اعجاز حسین صاحب پریذیڈنٹ انجمن احمدیہ دہلی کی طرف سے ارسال کیا گیا۔ "انجمن احمدیہ دہلی ہز اگزالٹڈ ہائی نس کی تشریف آوری کا نہایت خوشی سے خیر مقدم کرتی ہے"

خاکسار عبدالحمید سیکرٹری تبلیغ نئی دہلی

قبول اسلام

مشہور مسیحی عورت مسمات شمیم بیگم جس نے بٹالہ کے اونچے اونچے گھرانوں کی بہو بیٹیوں کے خیالات اسلام کی طرف سے پراگندہ کر دئے تھے۔ مشرف بہ اسلام ہو گئی۔ خدا اسے اسلام میں استقلال بخشے ؁

بندہ حسین بخش از بٹالہ

جماعت احمدیہ کنانور کا سیکرٹری

کے ابراہیم کنجی صاحب اور پی محمد صاحب سیکرٹریان جماعت کنانور کے استعفا کو منظور کرتے ہوئے جماعت نے آئندہ ایک سال کے لئے ای کویا کٹی صاحب کو اپنا سکرٹری مقرر کیا ہے ؁ خاکسار ابو عبدالرحیم از کنانور مالابار

درخواست ہائے دعا

عاجز کا لڑکا عزیز غلام احمد ایم بی بی ایس کا آخری امتحان انشاء اللہ ماہ دسمبر کے پہلے ہفتہ میں دیگا۔ عزیز کی صحت عموماً خراب رہتی ہے۔ احباب ازراہ کرم عزیز کی کامیابی کے لئے درد دل سے دعا فرمائیں۔ خاکسار نیاز محمد انسپکٹر پولیس رخصتی گوجرانوالہ

۲۔ خاکسار کی آنکھ میں زخم ہو گیا ہے۔ احباب جماعت صحت کے لئے دعا فرمائیں۔ مقبول احمد گڈس کلرک سانگلہل

۳۔ عاجز ایک طویل عرصہ سے بیکار اور بے روزگار ہے اس پر ایک یتیم لڑکے کی نگرانی بھی عاجز کے ذمہ ہے۔ بعض مشکلات بھی درپیش ہیں۔ لہذا سیدنا حضرت فضل عمر ایدہ اللہ اور سلسلہ کے بزرگوں اور دوستوں سے عرض ہے۔ کہ درد دل سے دعا فرمائیں۔ کہ رب العالمین عاجز کو اپنے مقصد میں کامیاب فرمائے ؁

خاکسار سید صمصام الدین احمد احمدی عفا عنہ از کٹک اڑیسہ

۴۔ خاکسار کا لڑکا مسمی محمد شفیع بعارضہ بخار بیمار ہے۔ احباب دعائے صحت فرمائیں۔ خاکسار غلام محمد احمدی بھلوال

۵۔ میری اکلوتی بچی بعلت چیچک بیمار ہے۔ احباب دعا صحت فرمائیں۔ خاکسار عبدالغفار احمدی بانڈی پور کشمیر

۶۔ خاکسار کا لڑکا ایک ماہ سے بیمار چلا آتا ہے۔ احباب دعائے صحت فرمائیں ؁

خاکسار محمد حسین ڈرگ روڈ سندھ

اعلان نکاح

۱۸ اکتوبر بعد نماز عشاء امیر صاحب جماعت مالابار نے پی پی عبدالقادر صاحب کانانوری کا نکاح مسمات صفیہ بنت ابراہیم کنجی صاحب سابق سیکرٹری جماعت کانانور سے پانصد روپیہ مہر پر پڑھا اللہ تعالے فریقین کے لئے بابرکت کرے۔ احباب سے بھی دعا کی درخواست ہے۔　　ایم عبدالرحیم از کنانور

۲۔ ۲۴ نومبر ۱۹۲۸ء کو عزیز احمد علی خاں امجد کا نکاح عزیزہ سعیدہ بیگم بنت چوہدری عبدالعزیز خاں صاحب ساکن عالم کے ساتھ بعوض پانصد روپیہ مہر حضرت خلیفۃ المسیح نے پڑھا۔ احباب دعا فرمائیں۔ کہ نکاح طرفین کے لئے بابرکت ہو۔　　خاکسار محمد علی خاں اشرف ہوشیار پور

۳۔ خاکسار کی ہمشیرہ کا نکاح بابو عبدالغفار صاحب احمدی کانپوری کے ساتھ مبلغ ایک ہزار روپیہ مہر پر بابو احمد جان صاحب کلرک آرسنل لکھنؤ نے بتاریخ ۱۱ نومبر ۱۹۲۸ء پڑھا

خاکسار۔ ایم عظیم خاں احمدی الہ آباد

دعائے مغفرت

سید دلاور شاہ بخاری کی والدہ محترمہ نے قریبًا دو ہفتہ کی علالت کے بعد ۶۵ سال کی عمر میں ۲ نومبر ۱۹۲۸ء بروز جمعرات ۴ بجے بعد دوپہر انتقال کیا۔ احباب سے التماس ہے۔ کہ مرحومہ کا جنازہ غائب پڑھکر مرحومہ کے لئے دعائے مغفرت فرمائیں ؁

۲۔ میاں حافظ محمد صاحب پراچہ احمدی تاجر کلکتہ ۵ نومبر ۱۹۲۸ء اپنے وطن بھیرہ میں انتقال کر گئے۔ مرحوم قرآن مجید کے حافظ اور بڑی خوبیوں کے انسان تھے۔ (اناللہ وانا الیہ راجعون) احباب جنازہ غائب پڑھکر مرحوم کے حق میں دعا کریں ؁

خاکسار محمد حیات پراچہ احمدی از بھیرہ

۳۔ احباب میری بھاوجہ صاحبہ کیلئے جو ۹ نومبر کو فوت ہو گئی ہیں۔ دعا مغفرت فرمائیں۔

سید محمد ثناء اللہ نظامی احمدی اکہنور

۴۔ ۲۰ نومبر ۱۹۲۸ء کو میری اہلیہ نے وفات پائی جملہ احمدی برادران سے التماس ہے۔ کہ مرحومہ کے لئے دعاء مغفرت فرمائیں۔　　غلام حسین احمدی ڈنگوی

۵۔ میرا اکلوتہ لڑکا نو ماہ کی عمر کا مجھے داغ مفارقت دیگیا۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔ احباب دعا فرمائیں کہ اللہ تعالے مجھے باعمر نرینہ اولاد عطا فرمائے۔

خاکسار حکیم محمد قاسم از لالہ موسےٰ

اصلاح

جناب منظور داد صاحب انسپکٹر پولیس بغداد کا عہدہ اخبار الفضل کے کسی گذشتہ پرچہ میں نائب پاسپورٹ آفیسر چھپ گیا ہے۔ وہ انسپکٹر پولیس ہیں۔

گوجرانوالہ میں اہلحدیث سے مناظرہ

۱۷، ۱۸ نومبر کو انجمن اہلحدیث ضلع گوجرانوالہ کا جلسہ منعقد ہوا۔ پروگرام صرف جلسہ سے ایک گھنٹہ پہلے شائع کیا گیا۔ اور پہلے اجلاس میں ہی نبوت مرزا صاحب کا مضمون رکھا گیا۔ اور ایک شخص مسمی احمد دین لوہار گکھڑوی بے بنیاد اور کم فہمی پر مبنی اعتراضات کرتا رہا۔ چونکہ ہمارے لئے کوئی وقت نہ رکھا گیا تھا۔ ہم نے ان کے جلسہ میں مخل ہونا اور وقت طلب کرنا مناسب خیال نہ کیا۔ اور ۲۰ نومبر کو جلسہ کر کے اسی مضمون پر تقریر کرنے اور سوال وجواب کا موقعہ دینے کا بذریعہ اشتہار و منادی اعلان کرایا۔ چنانچہ باغ مہان سنگھ میں جلسہ منعقد ہوا۔ اہل حدیث علماء کا گروہ　　مولوی محمد اسمٰعیل صاحب شاگرد مولوی محمد ابراہیم صاحب سیالکوٹی اور میاں نور حسین لوہار گھرجاکھی اور مستری احمد دین لوہار گکھڑوی پر مشتمل مناظرہ کے لئے موجود تھا۔ فیصلہ ہوا کہ ۴۰ منٹ میں تقریر ہو۔ اور پانچ پانچ منٹ سوال وجواب کے لئے ہوں۔ مگر اہلحدیث کی درخواست پر سوال وجواب کو دس دس منٹ میں تقسیم کیا گیا۔ اور جناب میر محمد اسحٰق صاحب مولوی فاضل کی صدارت میں جلسہ شروع ہوا۔ مولوی اللہ دتا صاحب مولوی فاضل نے از روئے قرآن سات دلائل پیش کر کے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نبوت کو ثابت کیا۔ اہل حدیث نے مستری نور حسین لوہار گھرجاکھی کو مناظرہ کے لئے کھڑا کیا۔ جس نے قرآنی دلائل کو چھوتا تک نہ۔ پہلی دلیل فقد لبثت فیکم عمرا ۔۔۔۔ کا انکار کر کے کہا کہ ہم پہلی زندگی پر غور نہیں کرینگے۔ بلکہ دعوے کے بعد کی زندگی پر غور کرینگے۔ اور مبنی بر جہالت اعتراضات کرنے شروع کر دئے۔ مگر مولوی اللہ دتا صاحب مناظر نے اپنے وقت میں اس کے اعتراضات کا تار و پود بکھیر کر رکھدیا۔ پھر دوسرے وقت میں بھی منکرین کی سنت پر عمل کرتے ہوئے تمسخر و استہزاء سے کام لے کر لوگوں کو ہنسانے کی کوشش کی۔ اور جب ہمارے مناظر اپنے آخری وقت میں تقریر کیلئے کھڑے ہوئے تو مولوی محمد اسمٰعیل صاحب نے ظاہرا اخلاق اور ضابطہ کی پابندی سے لاپرواہ ہو کر مداخلت کرنا اور شور ڈالنا شروع کر دیا۔ اور حق پسند اصحاب ان کے اس فعل پر ملامت کرتے ہوئے اور احمدیت کی صداقت کا گہرا نقش لئے ہوئے چلے گئے ؁

شیخ مشتاق حسین سیکرٹری دعوۃ و تبلیغ

ساندھن کی لائبریری کے لئے ضرورت کتب

متھرا اور آگرہ کے درمیان ساندھن ملکانوں کا ایک ایک بڑا گاؤں ہے۔ بفضل خدا اس گاؤں کا ایک بڑا حصہ احمدی ہو گیا ہے۔ یہاں مرکز کی طرف سے ایک انجمن ہے۔ جس کے ماتحت ایک انگریزی مڈل اسکول ہے۔ یہاں پر مدرسین و مبلغین رہتے ہیں۔ آریوں اور دیگر مذہب والوں کا مقابلہ اسی جگہ سے کیا جاتا ہے۔ اس لئے یہاں لائبریری کی سخت ضرورت ہے۔ لہذا ملتمس ہوں۔ کہ جن صاحبوں کے پاس سلسلہ کی فاضل کتابیں ہوں ارسال فرما کر لائبریری کی مدد کرتے ہوئے عند اللہ ماجور ہوں۔ فقط والسلام

عبدالحی عارف امیر جماعت ساندھن ڈاکخانہ اچھنیرہ آگرہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
الفضل
نمبر ۴۳ | قادیان دارالامان مورخہ ۲۷ ۔ نومبر ۱۹۲۸ء | جلد ۱۶

سالانہ جلسہ کے اخراجات

وہ مقدس سالانہ تقریب جس کی بنیاد خود حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے ہاتھ سے رکھی۔ اب پھر قریب آرہی ہے۔ چونکہ ہر لحاظ اور ہر پہلو سے اسے شاندار اور کامیاب بنانا ہر احمدی کا فرض ہے۔ اس لئے جماعت احمدیہ کے ہر فرد سے یہ مطالبہ کرنا۔ کہ وہ اپنی ہمت اور طاقت کے مطابق اس مبارک اجتماع کو شاندار بنانے کے لئے کوشش کرے۔ ایسا مطالبہ ہے جس پر ہر احمدی دلی خوشی اور مسرت محسوس کرے گا۔

یہ بتانے کی ضرورت نہیں۔ کہ سالانہ جلسہ کو شاندار بنانے کا بہت بڑا انحصار اخراجات پر ہے۔ اور اخراجات کے لئے جلد سے جلد روپیہ کا فراہم ہوجانا ضروری ہے۔ کیونکہ جب تک ضروریات جلسہ کا قبل از انعقاد جلسہ پورا پورا انتظام نہ ہوجائے۔ اس وقت تک منتظمین جلسہ کو اطمینان نہیں حاصل ہوسکتا۔ اور وہ عمدگی کے ساتھ تیاری نہیں کر سکتے۔ پس ہر ایک احمدی کا فرض ہے۔ کہ حسب استطاعت جلد سے جلد جلسہ کے اخراجات میں حصہ لے۔ اور ہر جگہ کی جماعتوں کے کارکنوں کو اس قابل بنادے۔ کہ وہ اخراجات جلسہ کی رقوم فوراً دفتر بیت المال قادیان میں بھیج سکیں۔

سب احباب جانتے ہیں۔ کہ جلسہ کے موقعہ پر وہ خود ہی مہمان ہوتے ہیں۔ اور خود ہی میزبان۔ پس قبل اس کے کہ خدا کے مسیح کے گھر انہیں مہمان بننے کی سعادت حاصل ہو۔ انہیں فرائض میزبانی باحسن طریق ادا کر دینے چاہئیں۔ تاکہ مہمان بنتے وقت وہ دوہرے ثواب کے مستحق سمجھے جائیں۔

چونکہ اس دفعہ ایک تو گرانی ہے۔ دوسرے ہر سال جلسہ پر آنے والوں میں خدا کے فضل سے جو اضافہ ہوتا ہے۔ اس میں غیر معمولی زیادتی کی توقع ہے۔ کیونکہ خدا تعالیٰ نے ارض حرم میں پہنچنے کے لئے ریل کے ذریعہ جو آسانی مہیا کر دی ہے۔ اس سے پہلی بار فائدہ اٹھانے کی ان اصحاب کے دل میں بھی یقیناً خواہش ہوگی۔ جو اپنی مجبوریوں اور معذوریوں کے باعث سالہا سال سے جلسہ پر آنے کی حسرت سینوں میں رکھتے ہیں۔ اس لحاظ سے بفضل خدا اس سال کا سالانہ اجتماع غیر معمولی اجتماع ہوگا اور اس کے اخراجات بھی پہلے سالوں کی نسبت بہت زیادہ ہونگے اس بات کو مدنظر رکھتے ہوئے احباب کو چندہ جلسہ سالانہ کی ادائگی اور فراہمی کی پوری کوشش کرنی چاہیئے۔

وقت بہت تھوڑا رہ گیا ہے۔ اور اتنا تھوڑا رہ گیا ہے کہ اس کا کچھ اندازہ بتانا بھی مشکل ہے۔ اس لئے اب اس بارے میں قطعاً توقف نہیں ہونا چاہیئے۔

کئی سال سے یہ طریق چلا آرہا ہے۔ کہ بعض اصحاب سالانہ جلسہ پر خرچ ہونے والی اشیاء میں سے بعض تمام کی تمام یا بعض کا حصہ اپنے ذمہ لے لیتے رہے ہیں۔ مثلاً نمک کا سارا خرچ ایک صاحب ادا کر دیتے۔ مرچ مصالحہ کا خرچ دوسرے صاحب اپنے ذمہ لے لیتے۔ زمیندارہ جماعتیں گھی کا کم از کم ایک ایک پیپا بھیج دیتیں۔ اب کے بھی مخلص احباب کو بعض اشیاء اپنے ذمہ لے کر ان کی قیمت ارسال کر دینی چاہیئے۔ بہتر ہوتا۔ کہ جلسہ پر خرچ ہونے والی اشیاء کا اندازہ اور ان کی قیمت کا اعلان کر دیا جاتا۔ اس طرح ان اشیاء کو فراہم کرنے کا ذمہ لینے والے اصحاب کو آسانی رہتی۔ لیکن اب بھی یہ امر نظارت بیت المال قادیان سے معلوم کیا جاسکتا ہے۔ بشرطیکہ ذرا بھی توقف سے کام نہ لیا جائے۔

امید ہے۔ سب احمدی اصحاب عموماً اور جماعتوں کے کارکن اصحاب خصوصاً اخراجات جلسہ کی فراہمی میں پوری تندہی اور کوشش سے کام لے رہے ہونگے۔ خدا تعالیٰ ان کی ہمتوں میں برکت دے۔ آمین

تبلیغ دین میں حصہ لینے کیلئے چکی پیسنا

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے لنڈن مشن کے استحکام کے لئے خواتین سلسلہ میں جو تحریک فرمائی ہے۔ وہ خدا تعالیٰ کے فضل سے بہت کامیاب ہو رہی ہے۔ اور سلسلہ کی خواتین اپنے مقدس امام کی آواز پر پورے اخلاص سے لبیک کہہ رہی ہیں۔

حضور نے اس چندہ کے لئے یہ شرط رکھی ہے۔ کہ عورتیں مردوں سے لیکر چندہ نہ دیں۔ بلکہ اپنے پاس سے دیں۔ اس شرط کی پابندی جس اخلاص سے کی جارہی ہے۔ وہ ذیل کی مثال سے ظاہر ہے:۔

ایک صاحب جو ضلع جالندھر کے ایک گاؤں کے رہنے والے ہیں۔ اور اچھے متمول آدمی ہیں۔ حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ کی خدمت میں لکھتے ہیں:۔

"حضور کا اعلان اخبار الفضل ۲۳ اکتوبر میں دیکھا جس میں لکھا ہے۔ کہ عورتیں مردوں سے لے کر چندہ نہ دیں۔ بلکہ اپنے پاس سے دیں۔ جب یہ اعلان میں نے اپنی بیوی کو سنایا۔ تو وہ اسی دن سے چکی پیس کر پیسے جمع کر رہی ہے۔ آج تک کبھی اس نے چکی نہ پیسی تھی۔ کیونکہ جب سے خاکسار کے گھر میں آئی۔ آٹا مشین سے پساتے ہیں۔ اب چونکہ حضور کا اعلان سننے پر بوجہ دیہاتی رہائش کے کوئی صورت بغیر چکی پیسنے کے نظر نہ آئی۔ اس لئے اس نے نہایت خوشی سے اسے قبول کیا۔ اسی طرح چرخہ کات کر اپنی محنت سے اس نے دس گز کپڑا یتیموں کے واسطے بنوایا ہے۔ خاکسار جلسہ پر آتا ہوا جتنے پیسے یا روپے اور کپڑا ہوگا لیتا آئے گا۔ نہایت ادب سے عرض ہے۔ کہ حضور دعا فرمائیں۔ اللہ تعالیٰ خاکسار کی بیوی کو اس سے بھی زیادہ مخلص بنائے۔ آمین"

یہ میاں بیوی قریباً اڑھائی سال سے جماعت میں داخل ہوئے ہیں۔ اس قلیل عرصہ میں خدا تعالیٰ نے انہیں جو اخلاص عطا کیا ہے۔ وہ مندرجہ بالا سطور سے ظاہر ہے۔ اور ان بہنوں کے لئے بہت ہی سبق آموز ہے۔ جنہیں خدا تعالیٰ نے اس قابل بنایا ہے۔ کہ بغیر کسی محنت یا مشقت کے خدا تعالیٰ کی خوشنودی کے لئے چندہ ادا کرسکیں۔ پھر ان خواتین کے لئے قابل تقلید ہے۔ جو بوجہ تنگدستی خدمت دین میں حصہ نہ لے سکنے کی وجہ سے تکلیف محسوس کرتی ہوں۔

ہم میاں بیوی کے اس مخلص جوڑے کو ان کے اخلاص اور محبت دین پر مبارکباد کہتے ہیں۔ خدا تعالیٰ انہیں دنیا میں خوشی اور مسرت سے رکھے۔ اور آخرت میں اجر عظیم عطا کرے۔

لالہ لاجپت رائے کا انتقال

نہ صرف پنجاب بلکہ سارے ہندوستان کا بہت بڑا سیاسی لیڈر جس نے اپنی قابلیت۔ اپنے ایثار اور اپنی قربانی کی وجہ سے سارے ہندوستان میں ہی نہیں بلکہ یورپ میں بھی خاص رسوخ اور اثر حاصل کر رکھا تھا۔ ۱۷۔ نومبر ۱۹۲۸ء کو اچانک حرکت قلب بند ہو جانے کی وجہ سے انتقال کر گیا۔ لالہ جی کی وفات پر ہندوستان کے ایک سرے سے لے کر دوسرے سرے تک اور ہر طبقہ ہر خیال اور ہر مذہب وملت کے لوگوں کی طرف سے جس رنج و افسوس کا اظہار کیا گیا ہے۔ اس سے جہاں ایک طرف لالہ جی کی شخصیت کے متعلق اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔ وہاں یہ بھی معلوم ہوتا ہے۔ کہ خاص صفات اور اعلےٰ قابلیت رکھنے والا انسان خواہ کسی مذہب وملت سے تعلق رکھتا ہو۔ اس کی وفات کا صدمہ ہر حلقہ میں محسوس کیا جاتا ہے۔

لالہ جی ہندو قوم سے تعلق رکھتے تھے۔ اس لئے ان کی تمام سرگرمیاں اور ساری قابلیتیں قدرتی طور پر ہندوؤں کے لئے وقف تھیں۔ لیکن باوجود اس کے ان کی متانت اور ثقاہت کا پایہ اتنا بلند تھا۔ کہ ان سے سیاسی معاملات میں اختلاف رکھنے والوں کو بھی ان کے متعلق کبھی اس قسم کی شکایت پیدا نہ ہوئی جیسی بعض اور ہندو سیاسی لیڈروں کے متعلق عام طور پر پائی جاتی ہے۔ اور

آج جبکہ وہ اپنی جگہ خالی کر گئے ہیں۔ ہر شخص محسوس کر رہا ہے۔ کہ ہندوستان کا ایک نہایت قابل اور لائق فرزند داغِ مفارقت دے گیا ہے ؂

ہم اس نہایت ہی افسوسناک حادثہ پر لالہ جی کے خاندان سے دلی ہمدردی کا اظہار کرتے ہیں۔

غریب مسلمانوں کے اموال کی بربادی

عدم تعاون کے ہنگامہ خیز ایام میں قید و بند کے مصائب جھیلنے سرکاری ملازمتوں اور درسگاہوں کو چھوڑ کر بیکار و بے روزگار پھرنے کے علاوہ اپنی بیش بہا جائدادیں کوڑیوں کے مول ہندو ساہوکاروں کے حوالے کر کے وطن سے بے وطن ہو کر سخت مصائب اور پریشانیوں سے دوچار ہونے کی یاد ایسی نہیں جو آسانی سے مسلمانوں کے دلوں سے محو ہو سکے۔ لیکن ان انفرادی مصائب اور نقصانات کے علاوہ مسلمانوں جیسی غریب قوم کو من حیث القوم جو مالی نقصان برداشت کرنا پڑا وہ اس سے بھی زیادہ دلدوز اور روح فرسا ہے ؂

یو۔پی آل پارٹیز کانفرنس میں مولانا شوکت علی نے اپنی صدارتی تقریر میں فرمایا:۔

”قومی اور خلافتی فنڈوں میں مسلمانوں نے قریباً ۶۰ لاکھ روپیہ ادا کیا ہے“

آپ نے اس ۶۰ لاکھ کے خرچ کی تفصیل یوں بیان کی:۔

”کئی قومی اخبارات کو جن میں نہرو صاحب کا اخبار انڈیپنڈنٹ بھی شامل ہے۔ انہی فنڈوں سے امداد دی گئی۔ اور مہاتما گاندھی نے انہی فنڈوں میں سے خرچ کر کے ملک کا دورہ کیا“ (پرتاپ ۲۲ نومبر)

کیا کوئی منصف مزاج بتا سکتا ہے۔ کہ مسلمانوں کو جو اقتصادی لحاظ سے نہایت ہی تباہ حال ہیں۔ اس قدر کثیر روپیہ ضائع کرنے کا ہندوؤں کی طرف سے کوئی معمولی سے معمولی فائدہ بھی پہونچایا۔ یا انہوں نے اتنی گراں بہا قیمت ادا کر کے کوئی ادنیٰ سے ادنیٰ چیز بھی حاصل کی۔ اگر نہیں اور ہرگز نہیں۔ تو ان لیڈروں کے متعلق کیا کہا جائیگا۔ جو مسلمانوں کے اموال ضائع کرنے کا باعث ہوئے۔ اور نامعلوم ابھی اور کیا کیا کرانے کے ارادے رکھتے ہیں۔

ہندو راج اور نہرو رپورٹ

ڈاکٹر مونجے جنہوں نے اپنی ایک تقریر میں فرمایا تھا:۔

”یہ سرزمین کسی مسلمان یا کسی فرقہ کی سرزمین نہیں۔ یہاں جو راج قائم ہوگا۔ وہ ہندو راج ہوگا“ (انقلاب ۱۰-اکتوبر)

یہی ڈاکٹر صاحب اب نہرو رپورٹ کے بہت بڑے حامی بن کر کھڑے ہوئے ہیں۔ اور اسے کامیاب بنانے میں لگے ہوئے ہیں۔ کیا اس سے ظاہر نہیں۔ کہ نہرو رپورٹ ”ہندو راج“ قائم کرنے کے لئے تیار کی گئی ہے۔ ورنہ ڈاکٹر مونجے کے سے انسان اُس کی تائید میں کبھی کھڑے نہ ہوتے ؂

اشارات

جن لوگوں کو اپنی زبان اور قلم پر قابو حاصل نہ ہو۔ اور جو واہی تباہی ان کے منہ میں آئے۔ اگلتے چلے جائیں۔ ان کے متعلق یہ خیال کرنا کہ وہ لوگوں کی راہنمائی کی قابلیت رکھتے اور انہیں صحیح طریق پر چلا سکتے ہیں۔ بہت بڑی نادانی ہے۔ لیکن افسوس کہ مسلمانوں کی بدقسمتی سے بعض ایسے ہی لوگ آج کل ان کی راہنمائی کے دعویدار بنے پھرتے ہیں

سید عطاء اللہ شاہ بخاری نے جن کی متانت اور ثقاہت سے سارا پنجاب واقف ہے۔ ایک جلسۂ عام میں تقریر کرتے ہوئے کہا:۔

”بہتیرے دعویداران علم و فضل ایسے بھی ہیں۔ جو برطانیہ کو ظل اللہ قرار دیتے ہیں۔ میں کٹر مسلمان ہونے کی حیثیت سے اعلان کرتا ہوں۔ کہ جس خدا کا سایہ برٹش گورنمنٹ ہے۔ اس خدا کو میں جوتے کی نوک سے ٹھکراتا ہوں“ (زمیندار ۲-نومبر)

اگر ”کٹر مسلمان“ کی یہی علامت ہے۔ کہ وہ خدا کا پاک اور مقدس لفظ استعمال کر کے اس کے متعلق نہایت نازیبا الفاظ استعمال کرے تو عطاء اللہ صاحب کو یہ ”مسلمانی“ مبارک۔ لیکن اس قسم کی ناشائستہ حرکات سے قبل انہیں اتنا تو معلوم کر لینا چاہئے تھا۔ کہ ان بہتیرے دعویداران علم و فضل“ میں ”جو برطانیہ کو ظل اللہ قرار دیتے ہیں“ ان کے آقا حاجی ظفر علی بھی تو شامل نہیں ہیں۔ اور وہ اس خدا کے متعلق تو ناگفتنی الفاظ استعمال نہیں کر رہے۔ جسے حاجی صاحب بھی اپنا خدا سمجھتے ہیں ؂

آج حاجی ظفر علی خواہ کچھ کہیں۔ اور نہ صرف برطانیہ کو۔ بلکہ اس کے ساتھ ہی خدا کو بھی جتنی گالیاں چاہیں۔ دے لیں۔ لیکن تھوڑا ہی عرصہ قبل ان کی یہ حالت تھی۔ کہ وہ برطانیہ کو ”ظل اللہ“ سمجھتے اور اس کی تعریف میں قصیدے لکھنا اپنے لئے بہت بڑی ”عزت اور انعام“ بتاتے تھے۔ کیا حاجی صاحب اپنے حافظہ پر زور ڈال کر بتائیں گے۔ انہوں نے یہ مرصع شعر کس کی شان میں کہا تھا:۔ ؎

ودیعت ہے شہنشہ کی عقیدت آفریں الفت
سروں میں اور سینوں میں۔ دلوں میں اور جانوں میں

یہ شہنشہ جس کی ”عقیدت آفریں الفت“ حاجی صاحب کے جسم کے ذرہ ذرہ میں رچی ہوئی تھی۔ برطانیہ کا ہی شہنشہ تھا۔

پھر کیا اسی شہنشہ کی شان میں انہوں نے یہ نہ کہا تھا:۔ ؎

نظر آئی تیری ظلِ الٰہی شان دونوں کو
برہمن کو صنم خانہ میں۔ مسلم کو اذانوں میں

برطانیہ کو ”ظل اللہ“ قرار دینے کا یہ اتنا مبالغہ آمیز اعلان ہے۔ جو حاجی صاحب کے سوا کسی اور کی طرف سے ہونا ناممکن ہے اب سوال یہ ہے۔ کہ کیا بخاری صاحب نے اپنے ”کٹر مسلمان ہونے کے ثبوت میں جو شرمناک الفاظ بیان کئے ہیں۔ ان میں اسی خدا کی طرف اشارہ ہے۔ جسے حاجی صاحب بھی اپنا اللہ سمجھتے ہیں۔ اور اس کا ظل شہنشہ برطانیہ کو قرار دیتے ہیں ؂

عطاء اللہ شاہ بخاری نے شوقِ تجنیس میں یہاں تک کہہ دیا۔ کہ ”یہ حکومت اللہ کا سایہ نہیں۔ بلکہ اُلّو کا سایہ ہے“ جسے معاصر ”الخلیل“ کے مدیر مطائبات نے بایں وجہ رد کر دیا ہے۔ کہ:۔

”اللہ اور اُلو کی تجنیس نکالنے والے بھی درخور اعتنا نہیں۔ کیونکہ اگر غور کیا جائے۔ تو لفظ عطاء اللہ اور ثناء اللہ اس صنعت کے ماتحت عطا اُلّو اور ثنا اُلّو بن جاتے ہیں۔“ (الخلیل ۱۲-نومبر)

ہمارے خیال میں محض ”عطا اُلّو“ اور ”ثنا اُلّو“ کے خطرہ سے شاہ صاحب تو اپنے جدید نظریہ میں تبدیلی کرنے کے لئے تیار نہ ہونگے۔ ہاں مولوی ”ثناء اللہ“ جو گندم کے ساتھ گھن کی طرح پس رہے ہیں۔ وہ ضرور اس انوکھی دلیل کی داد دیں گے اور ”الخلیل“ کے عنوان ”شیر پنجاب کی قلابازی“ کی عملاً تصدیق کریں گے ؂

زر پرستی کے دلدادہ کے لئے روپیہ میں عجیب تاثیر نظر آتی ہے۔ روپیہ کی قوت کا اندازہ کرنا چاہو۔ تو حاجی ظفر علی خاں کی موجودہ اور سابقہ روش کو سرسری نظر سے دیکھ لو۔ کل تک آپ اسلامی حقوق کے واحد اجارہ دار بنے بیٹھے تھے۔ مگر ”وزن دار تھیلی“ کا حیرت انگیز انقلاب ملاحظہ ہو کہ آپ کہہ رہے ہیں کہ ”ہمیں آئندہ انتخاب میں ٹوڈیوں اور سرکار پرستوں کو ایک ووٹ بھی نہیں دینا چاہئے۔ اب ہندو مسلم کا سوال اٹھ جانا چاہئے۔ ہم ہندوستانی ہیں“ (بندے ماترم ۱۱-نومبر)

اس کے بالمقابل ہندو ذہنیت کا نقشہ ان الفاظ سے ظاہر ہے۔ جو صوبجات متحدہ کی ہندو کانفرنس میں مسلمانوں کے متعلق کہے گئے ہیں:۔

”ان کو جان لینا چاہئے۔ کہ ہندو نہرو رپورٹ کی سفارشات سے زیادہ تجاوز نہیں کر سکتے“ (الخلیل ۱۲-نومبر)

سچ ہے ؎

الید العلیا خیر من الید السفلیٰ

جناب مولوی عبدالرحیم صاحب درد ایم اے کے اعزاز میں

طلبائے جامعہ احمدیہ کی طرف سے دعوت

حضرت خلیفۃ المسیح کی تقریر

جامعہ احمدیہ کے طلباء کو تحقیقی مضامین لکھنے کی تلقین

۲۵ اکتوبر ۱۹۲۸ء جامعہ احمدیہ کی طرف سے جناب مولوی عبدالرحیم صاحب ایم اے کے اعزاز میں ٹی پارٹی دی گئی حضرت خلیفۃ المسیح بھی تشریف فرما تھے۔ طلباء جامعہ کی طرف سے مولوی صاحب موصوف کی خدمت میں ایڈریس پیش کیا گیا۔ مولوی صاحب نے ایڈریس کے جواب میں تقریر کی۔ جس میں طلباء جامعہ کو توجہ دلائی۔ کہ وہ تھیسس لکھنے کی کوشش کیا کریں۔ کیونکہ یہ ایک نہایت مفید چیز ہے۔ اس پر حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ نے حسب ذیل تقریر فرمائی

حضرت خلیفۃ المسیح کی تقریر

اگرچہ اس وقت میرا منشاء نہیں تھا۔ کہ کچھ بولوں۔ کیونکہ میرے گھٹنے پر زخم ہے۔ جس کی وجہ سے میں کھڑا نہیں ہو سکتا۔ لیکن درد صاحب نے اس وقت جو بات بیان کی ہے۔ وہ اس قدر

لطیف اور دلچسپ

ہے۔ کہ میں مجبور ہو گیا ہوں۔ کہ کچھ کہوں۔ جس خیال کو انہوں نے پیش کیا ہے۔ وہ اگرچہ نیا تو نہیں۔ یورپ میں عام ہے۔ اور یہاں بھی ایک بار پہلے پیدا ہو چکا ہے۔ اور مبلغین میں پیدا ہوا تھا۔ لیکن اس وقت یہ خیال کی حد تک ہی رہا۔ شاید پبلک میں کبھی نہیں آیا۔ اب اس تقریب پر ان کے ذہن میں اسکا آنا اس کی قیمت کو بڑھا دیتا ہے۔ اس میں شبہ نہیں۔ کہ تھیسس (تحقیقی مضمون) کا لکھنا طالب علم کے ذہن کو آئندہ صحیح راستہ پر لگانے کا موجب ہوتا ہے

ہر چیز کی دو قیمتیں

ہوتی ہیں۔ ایک اپنے وجود کے لحاظ سے اور دوسری اس لحاظ سے کہ آئندہ واقعات پر وہ کیا اثر ڈالتی ہے۔ اور تھیسس کی قیمت ان دونوں لحاظ سے اعلیٰ ہوتی ہے۔ جب کسی طالب علم کی ڈگری کی بنیاد تھیسس پر رکھی جائے۔ جیسا کہ یورپ میں ہے۔ وہاں اگر طالب علم کا لکھا ہوا تھیسس قبول ہو جائے تو اسے ڈگری مل جاتی ہے۔ اور اگر نہ ہو تو نہیں ملتی۔ تو ایسی صورت میں طالب علم مجبور ہوتا ہے کہ جس وقت سے وہ تعلیم شروع کرتا ہے۔ اسی وقت سے اس خاص مضمون کے متعلق معلومات بڑھاتا رہے۔ یا نئے واقعات فراہم کرتا رہے۔ یا طریق بیان میں ایسی ایجاد کرے کہ لوگوں کیلئے اس خاص مسئلہ کے سمجھنے میں آسانیاں پیدا ہو جائیں دنیا میں

دونوں قسم کے لوگ

پائے جاتے ہیں۔ بعض تو ایسے ہوتے ہیں۔ جو نئے مسائل تلاش کرتے ہیں۔ اور بعض اس امر کی تحقیق میں لگے رہتے ہیں۔ کہ کس طرح انسانی دماغ فلاں مسئلہ کے قریب پہونچ سکتے ہیں۔ اور طرز بیان میں ایسی جدت پیدا کرتے ہیں۔ کہ لوگ اسے آسانی سے سمجھ سکیں۔ یہ دونوں باتیں مشکل ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام وفات مسیح ثابت کرنے کے لئے

فلما توفیتنی کی آیت

پر بہت زور دیا کرتے تھے۔ اور اسے پیش کرتے ہوئے ایک خاص بات مدنظر رکھتے تھے۔ جس کے نہ سمجھنے کی وجہ سے ننانوے فی صدی احمدی اسے پیش کرتے وقت اس کی طاقت کو ضائع کر دیتے ہیں۔ آپ فرماتے اس آیت سے یہ ظاہر ہوتا ہے۔ کہ عیسائی حضرت مسیح علیہ السلام کی وفات سے پہلے نہیں بگڑے۔ چاہے اس کے معنے قیامت سے پہلے فوت ہونا کرو۔ یا قیامت کے بعد فوت ہونا۔ آپ زور اسی بات پر دیتے۔ کہ ان کی زندگی میں عیسائی نہیں بگڑے۔ آپ نے خود اسے قیامت سے پہلے بھی لگایا ہے۔ اور بعد بھی۔ مگر آپ زور اسی بات پر دیتے تھے۔ کہ اسے کہیں چسپاں کرو۔ یہ معنے ثابت ہیں۔ کہ ان کی زندگی میں عیسائی نہیں بگڑے۔ اور اگر آج عیسائی بگڑ چکے ہیں۔ تو یقیناً ماننا پڑیگا۔ کہ آج سے پہلے حضرت عیسیٰ علیہ السلام فوت ہو چکے ہیں۔ مگر اب لوگ اس بات پر اصرار کرتے ہیں۔ کہ یہ قیامت کا ذکر ہے۔ اور اس طرح اس

دلیل کی طاقت

کو کمزور کر دیتے ہیں۔ تو طریق بیان سے بھی بہت بڑا اثر ہوتا ہے۔ اگر کوئی نیا طریق نکالے۔ تو وہ بھی نفع رساں ہے۔ اور اگر کوئی نئی بات نکالے تو وہ بھی نفع رساں ہوتی ہے۔ پس تھیسس لکھنے والے کو ان دونوں میں سے ایک طریق ضرور اختیار کرنا پڑیگا۔ اگر کسی نے ایک مشکل بات کو اپنی کوشش سے عوام الناس کے لئے سمجھنا آسان کر دیا ہے۔ تو ممتحن یہ سمجھکر کہ اس نے دنیا کی خدمت کی ہے اسکو ڈگری کا مستحق قرار دیدیگا۔ اور اگر وہ کوئی نئی معلومات مہیا کرتا ہے اور دنیا کے سامنے ایک نئی بات پیش کرتا ہے۔ تو اس صورت میں بھی وہ ڈگری کا مستحق سمجھا جائیگا۔ پس ان دونوں طرز پر تھیسس لکھنے والا دنیا کی ترقی میں مفید ہوتا ہے۔

اس کے علاوہ

دو اور فائدے

تھیسس کے ہیں۔ ایک لکھنے والے کی اپنی ذات کے لئے اور دوسرا دنیا کے علوم پر آئندہ اثر کے لحاظ سے۔ ذات کیلئے یہ کہ تحقیقات سے اس میں ایک خاص ملکہ پیدا ہو جاتا ہے۔ کہ نئی باتیں کس طرح نکالی جاتی ہیں۔ اور دنیا کے آئندہ علوم پر اس کا عمدہ اثر اس طرح پڑتا ہے کہ آئندہ تھیسس لکھنے والے کے لئے وہ مشکلات بھی اور آسانیاں بھی پیدا کر دیتا ہے۔ مشکلات تو اس طرح کہ آئندہ لکھنے والے کو نئی باتیں ایجاد کرنی پڑینگی۔ اور آسانیاں اس طرح کہ آئندہ لکھنے والے کے لئے وہ دائرہ کو محدود کرتا جائیگا۔ اور یہ دونوں باتیں مفید ہیں ؂

طالب علموں کے لکھے ہوئے تھیسس علماء کی رائے ہے۔ کہ بڑی بڑی

بلند پایہ تصانیف

ثابت ہوئی ہیں۔ آکسفورڈ یونیورسٹی پریس انہیں شائع کرتا رہتا ہے۔ اور وہ بہت بلند درجہ رکھتی ہیں۔ علم الاخلاق پر تھیسس لکھنے والے ایک طالب علم کو وہیں پروفیسر بنا دیا گیا تھا۔ اور اس وقت وہ بہت بڑے پروفیسروں میں شمار کیا جاتا ہے۔ پس یہ ایک

نہایت مفید چیز

ہے۔ اور اس کے ذریعہ طالب علم میں مطالعہ۔ تحقیق اور وقار کا مادہ پیدا ہو جاتا ہے۔ کیونکہ اگر وہ نہ لکھے تو فیل ہوگا۔ اور اگر پرانی باتیں لکھیگا۔ جب بھی فیل ہی ہوگا۔ اس لئے وہ جب لکھیگا کوشش کریگا۔ کہ نئی نئی باتیں لکھے۔ اور اس لئے وہ خوب مطالعہ اور تحقیق کرے گا۔ اور جب وہ نئی نئی باتیں دنیا کے سامنے پیش کریگا۔ تو ضروری ہے۔ کہ ہر کوئی اس کی قدر کرے۔ جس سے اس میں وقار پیدا ہوگا ؂

لوگ یوں بھی رسائل اور کتب لکھتے ہیں۔ مگر چونکہ وہ تھیسس نہیں ہوتے۔ اس لئے لوگ ان پر زیادہ توجہ نہیں دیتے لیکن تھیسس چونکہ محنت اور تحقیقات سے لکھا جائیگا۔ اس لئے لوگ اسے اپنی لائبریریوں میں رکھنے پر مجبور ہونگے۔ اس سے ایک بہت بڑا فائدہ یہ بھی ہوگا۔ کہ لوگ ہماری جماعت کو

علمی جماعت

سمجھیں گے۔ ضروری نہیں۔ کہ تھیسس مذہبی ہی ہوں۔ وہ نیم مذہبی بھی ہو سکتے ہیں۔ تاریخی اور اخلاقی بھی لکھے جا سکتے ہیں۔ فلسفہ پر بھی

لکھے جاسکتے ہیں۔ مثلاً اسی پر تھیسس لکھا جاسکتا ہے۔ کہ نئے اور پرانے فلسفہ میں کیا فرق ہے۔ اس کے لئے پہلے پرانے فلسفہ کی کتابیں پڑھنی پڑینگی۔ پھر نئے فلسفہ کی۔ پھر ان میں اشتراک دیکھا جائیگا۔ پھر یہ معلوم کرنا پڑیگا۔ کہ نئے اور پرانے فلسفہ میں اختلاف کیا ہے۔ پھر بحث کرنی پڑیگی۔ کس کا عندیہ صحیح ہے۔ یا دونوں صحیح ہیں۔ یا دونوں ہی غلط ہیں۔ غرضکہ سب پہلو اختیار کئے جاسکتے ہیں۔ یہ سب مختلف نقطہ ہائے نگاہ ہیں۔ اس قسم کے مضامین دنیا کی نظروں میں بہت مقبول ہو سکتے ہیں یہ نہ صرف ہماری جماعت کے لئے ہی مفید ہوں گے۔ بلکہ دنیا بھی انہیں

علمی تحقیقات

سمجھکر ان کی قدر کرےگی۔ ہماری جماعت کے نزدیک چونکہ علمی مسائل وفات مسیح یا صداقت مسیح موعود یا ہمچو قسم دیگر مسائل ہی ہیں۔ اس لئے ممکن ہے۔ ہماری جماعت ان کی اتنی قدر نہ بھی کرے۔ لیکن یہ چیزیں

ہماری جماعت کا اعزاز

دنیا میں بہت بڑھا دینگی۔ اور دنیا میں لاکھوں انسان ان کی قدر کریں گے۔ اور وہ پھر ترجمہ ہو کر سلسلہ وار ریویو آف ریلیجنز میں شائع ہو کر یورپ میں بھی ہماری جماعت کی شہرت کو دوبالا کرنے والی ثابت ہوں گی۔ اور جامعہ احمدیہ کو بھی ان سے تقویت پہونچیگی۔ میں سمجھتا ہوں۔ درد صاحب کے اس خیال کا موجب لندن کا وہ جلسہ تھا۔ جس میں تقریر کرتے ہوئے سر ڈینسن راس نے کہا تھا کہ ایشیا میں بھی بہت سے لوگ لائق ہوتے ہیں۔ مگر وہ تحقیقات سے

نئی اور باریک باتیں

معلوم کرنے کی کوشش کر کے علم میں زیادتی نہیں کرتے۔ اور ان کا یہ اعتراض صحیح تھا۔ ایشیاء میں کوئی ایسا آدمی نظر نہیں آتا۔ ایک ہی شخص نے تھیسس لکھا ہے۔ اس کا نام طہ حسین ہے۔ اور اس نے فلسفہ اخلاق پر تھیسس لکھا ہے۔ اگرچہ اس نے بہت جگہ غلطی بھی کی ہے۔ مگر چونکہ نئی طرز میں لکھا ہے۔ اس لئے وہ اپنے ملک میں پروفیسر بنا دیا گیا۔ اور یورپ نے بھی اس کی بہت قدر کی۔ بے شک وہ لائق ہے۔ مگر اتنا نہیں کہ ساری دنیا میں مشہور ہو سکے لیکن محض فلسفہ اخلاق پر

تھیسس لکھنے کے باعث

وہ ساری دنیا میں مشہور ہو گیا۔ تو یہ نہایت مفید چیز ہے۔ کوئی طالب علم امتحان میں خواہ کتنے بھی نمبر حاصل کرلے۔ کسی کو اس کی کیا قدر ہو سکتی ہے۔ لیکن اگر وہ کوئی تھیسس لکھدے۔ تو تمام دنیا اس کے لئے ہاتھ پھیلا دیگی۔ اور طالب علم کی آئندہ زندگی قابل قدر ہو جائیگی۔ ہمارے ملک میں ابھی اس کے لئے بہت میدان ہے۔ یورپ میں کثرت مقابلہ کی وجہ سے یہ بات بہت مشکل ہو گئی ہے۔ مگر ہمارے ملک میں ابھی پچاس سال تک اس ذریعہ سے ہزاروں کے لئے شہرت حاصل کرنے کا امکان ہے۔ بیشک ہمارے راستہ میں

ابتدائی مشکلات

بھی ہیں۔ یورپ میں چونکہ یہ طریق عام ہے۔ اس لئے تھیسس لکھنے والوں کے لئے دائرہ تنگ ہے۔ اور وہ اس محدود دائرہ سے بہت سے عجیب حوالے نکال لیتے ہیں۔ نیز آسانی سے یہ معلوم کر لیتے ہیں کہ کس طرح نئے نتائج اخذ کئے جاتے ہیں۔ جیسے زمین پر رینگنے والا جانور پاؤں پر چلنے والے کی طرح جہات نہیں سمجھ سکتا۔ کیونکہ جوں جوں انسان یا حیوان کوئی خاص پہلو اختیار کرتا چلا جاتا ہے۔ اسے اس سے مناسبت پیدا ہوتی چلی جاتی ہے۔ اس لئے اہل یورپ کے اندر تھیسس لکھنے کے لئے مناسبت پیدا ہو گئی ہے۔ مگر ہمارے ہاں یہ مشکلات ہیں۔ کہ ہمیں یہ معلوم نہیں۔ کہ تھیسس کس طرح لکھا جائے۔ مثلاً ایک مثال ہے۔ میں نے اخبار میں دیکھا ہے۔ کہ ایک شخص نے ایک

ناول لکھنے کی مشین

ایجاد کی۔ بظاہر یہ ناممکن ہے۔ مگر میں نے تجربہ کیا ہے۔ کہ ایسا ہو سکتا ہے۔ ہمارے ملک میں کہانیاں اسی طرز کی ہوتی ہیں۔ کہ ایک بادشاہ تھا۔ اس کے ہاں اولاد نہیں تھی۔ اور انگریزی میں قصے اس قسم کے ہوتے ہیں۔ کہ ایک مرد و عورت میں محبت تھی مگر ان کی شادی نہیں ہو سکتی تھی۔ ارغرض ہر کہانی کی ایک ابتدا ہوتی ہے۔ پھر اس کے درمیانی واقعات ہوتے ہیں۔ اور پھر انجام ہوتا ہے۔ ہر کہانی کا ڈھانچہ یہی ہے۔ باقی گوشت پوست اس کے لئے ہر عقلمند شخص خود بنا لیتا ہے۔ اور معلوم کر سکتا ہے۔ کہ وہ کونسا طریقہ اختیار کرے۔ جس سے اس میں دلچسپی پیدا ہو سکے اس شخص نے کئی ہزار سال کے قصے کہانیوں کی تحقیقات کر کے لکھا ہے۔ کہ ان باتوں سے قصے شروع ہوتے ہیں۔ اور ان کی

ایک فلم

طیار کر کے اسے مشین پر چڑھا دیا ہے۔ اب آگے قصے میں یہ ہوتا ہے۔ کہ وہ کامیاب ہوا یا ناکام۔ اس لئے اس نے مختلف کہانیوں کے درمیانی واقعات کی بھی ایک فلم تیار کر کے مشین پر چڑھا دی ہے۔ اسی طرح اس نے ہزارہا اقسام کے انجام کو اکٹھا کر کے ان کی بھی فلم بنا کر اسے بھی مشین پر چڑھا دیا ہے۔ اب ایک شخص جو ناول لکھنے کا ارادہ کرتا ہے۔ وہ جب مشین کو چکر دیتا ہے۔ تو اس کے سامنے مختلف واقعات کے آغاز آجاتے ہیں۔ ان میں سے فرض کرو۔ حضرت موسیٰ کا واقعہ آجاتا ہے۔ کہ ایک عورت کا بچہ تھا۔ بادشاہ اس قوم کے نوزائیدہ لڑکوں کو مروا دیتا تھا۔ اسے بھی مروانا چاہتا تھا۔ مگر وہ لڑکا قتل ہونے سے اس طرح محفوظ رہا۔ اب اسے ناول کی ابتدا کرنے کے لئے ایک بات ہاتھ آگئی۔ جس سے وہ اپنے قصہ کو چلا سکتا ہے۔ پھر اس کے سامنے مختلف واقعات کے درمیانی حصے آجاتے ہیں۔ وہ ان میں سے کسی کو لے کر اپنے قصہ میں شامل کر سکتا ہے۔ اسی طرح پھر چکر دینے پر مختلف واقعات کے انجام اس کے سامنے آجاتے ہیں۔ جس سے وہ اپنے ناول کو ختم کر سکتا ہے۔ اور اس طرح بغیر کسی خاص محنت اور مشکل کے ناول ختم کر سکتا ہے۔ یہ ایک معمولی خیال ہے۔ مگر اس سے کتنا فائدہ ہوگا۔ ہر ناولسٹ اس سے ہر ہفتہ ایک ناول لکھ سکتا ہے۔ تو بعض اوقات ایک معمولی خیال پیدا ہونے سے ایک

مفید چیز

پیدا ہو جاتی ہے۔ خیالات میں جدت پیدا کرنے سے بہت مضامین نکل آتے ہیں۔ جنگ کے متعلق ہمارے ہاں قاعدہ ہے۔ کہ جب کوئی مضمون لکھنے بیٹھیگا۔ وہ اس امر کی ضرور کوشش کریگا کہ فلاں

جنگ کی وجہ

کیا تھی۔ نقطۂ نگاہ کے لحاظ سے اس میں ایک چیز ہے۔ جس پر مصنفین نے توجہ نہیں کی۔ وہ ہر جنگ کی وجہ معلوم کرتے ہیں۔ بہت تحقیق کرتے ہیں۔ کہ فتح مکہ کا سبب کیا ہوا۔ جنگ احد کیوں ہوئی۔ حالانکہ عرب کی لڑائیوں کے متعلق اس کی ضرورت نہیں۔ جو سپیشلسٹ ہوگا۔ وہ یہ دیکھیگا۔ کہ اس وقت

جنگوں کے طریق

کیا تھے۔ اور اس کے لئے اسے نئے راستے تلاش کرنا پڑیں گے۔ دنیا کی تاریخ پڑھکر معلوم کرنا ہوگا۔ کہ اس زمانہ اور موجودہ زمانہ کی جنگوں میں کیا فرق ہے۔ اس زمانہ میں جنگوں میں ایک تسلسل ہوتا تھا۔ یعنی پرانی جنگوں کو رکھ چھوڑتے تھے۔ کئی کئی سال تک لڑائی ختم نہیں کرتے تھے۔ اس زمانہ میں ایسا نہیں۔ عرب کے قبائل لڑتے لڑتے فصلوں وغیرہ کے سنبھالنے یا اور وجوہات کی بناء پر لڑائی

عارضی طور پر

بند کر کے چلے جاتے تھے۔ پھر جو پہلے تیار ہو جاتا۔ وہ آکر حملہ کر دیتا تھا۔ یہی سسٹم رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے وقت میں تھا۔ جو پہلے تیار ہو جاتا تا وہ آکر حملہ کر دیتا۔ اس لئے اگر کوئی خالص اس مسئلہ کو لے۔ تو اس کے لئے اسے سینکڑوں کتابیں دیکھنی پڑینگی جنہیں ایک مؤرخ نہیں دیکھ سکتا۔ تھیسس لکھنے والا ہی ان کو دیکھ سکتا ہے۔ اور وہ ان کتابوں کو دیکھکر معلوم کریگا۔ کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی جنگوں کے کیا اسباب تھے۔ بلکہ اس کو بھی محدود کر کے یہ پتہ لگائیگا۔ کہ پہلی جنگ کے کیا اسباب تھے۔ یا یہ کہہ لو۔ کہ ان جنگوں میں اشتراک کیا تھا۔ پس وہ جب اس مسئلہ کو لے لیگا۔ تو مجبوراً اسے عرب کے عادات۔ عربی قبائل کے رسم و رواجات۔ دنیا کی جنگیں مختلف زمانوں میں جنگوں کے طریقے سب کے متعلق معلومات حاصل کرنی پڑینگی۔ اور یہ کام تھیسس لکھنے والا ہی کر سکتا ہے۔

مؤرخ یا سوانح نویس

نہیں کر سکتا۔ اس کے لئے سپیشلسٹ کی ہی ضرورت ہے۔ مؤرخ صرف مصالحہ جمع کر دیگا۔ اس پر اعتراضات نہیں کر سکتا۔ کیونکہ اس صورت میں ممکن نہیں۔ کہ وہ تحقیقات کو خوبصورتی سے پیش کر سکے۔ یہ کام سپیشلسٹ کا ہی ہے۔ دوسرے کا نہیں۔ تو اس راستہ میں یہ مشکلات بیشک ہیں۔ لیکن جب کام شروع ہو جائے۔ تو آسانیاں پیدا ہو سکتی ہیں۔ میرے نزدیک قوم میں

امنگ اور وقار

پیدا کرنے کے علاوہ یہ طریقہ دوسروں میں بھی ہماری جماعت کی شہرت اور رعب قائم کرنے کا موجب ہوگا۔ اور لکھنے والے کا بھی دنیا میں نام نکلیگا۔

ایسے تھیسس

سلسلہ کی پراپرٹی

سمجھے جائیں گے۔ اور یہ سلسلہ کا کام ہوگا۔ کہ انہیں ملک میں تقسیم کرے غرضکہ یہ ایک نہایت ضروری چیز ہے۔ اس سے علماء کی وہ بدنامی بھی دور ہو جائیگی۔ کہ علماء سلسلہ کی علمی ترقی کی طرف توجہ نہیں کرتے اور اصل بات یہ ہے۔ کہ علماء خود کر بھی نہیں سکتے۔ وہ صرف ہدایات ہی دے سکتے ہیں۔ میں ایک دفعہ جا رہا تھا۔ کہ کسی نے بتایا یہ گانے کا بہت بڑا ماہر ہے۔ مگر وہ آ آ ہی کر رہا تھا۔ اور بڑے گانے والے ایسا ہی کرتے ہیں۔ اسی طرح بڑے علماء بھی سکھا ہی سکتے ہیں۔ جس طرح گانے کے استاد اور ماسٹر صرف طرز ہی بتاتے ہیں۔ یہ آگے طالب علم کا کام ہوتا ہے۔ کہ وہ اس سے سیکھ کر شعر پڑھا کریں۔ اسی طرح علماء بھی صرف رستہ بتا سکتے ہیں۔ یہ

طالب علموں کا کام

ہے۔ کہ وہ ان راستوں پر چل کر ترقی کریں۔ اگر ہمارے طالب علم تھیسس لکھیں تو اس طرح علماء کی بدنامی بھی دور ہو جائے گی علماء کو چاہیئے۔ کہ آگے آئیں۔ طلباء کو مدد دیں۔ انہیں نقطۂ نگاہ بتائیں۔ اور سمجھائیں۔ کہ اس طرح تحقیقات کرو۔ اور چونکہ علماء خود یہ کام نہیں کر سکتے۔ اس لئے میں سمجھتا ہوں۔ کہ اگر علماء طلباء کو مدد دیں۔ تو اس میں ان کا بھی فائدہ ہے۔ اس لئے انہیں اس میں ضرور دلچسپی لینی چاہیئے۔ میرے نزدیک

جس قدر جلد ممکن ہو

اس طرف توجہ کرنی چاہیئے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے

فلسفہ اخلاق

لکھا ہے۔ اس موضوع پر میں نے اور بہت سی کتابیں پڑھی ہیں مگر سب اس سے نیچے ہیں۔ پس اگر کوئی احمدی تھیسس لکھے۔ اور اس میں وہی حقائق پیش کرے۔ جو آپ نے بیان کئے ہیں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا نام بیچ میں نہ آنے دے۔ اور اس مضمون پر مکمل بحث کر کے لکھے۔ کہ میرے نزدیک یہ عندیہ بہت صحیح ہے۔ اور بعد میں جب معلوم کرے کہ پڑھنے والوں پر اثر جم گیا ہے۔ تو لکھدے۔ کہ اس کے لئے میں

حضرت مرزا صاحب

کا ممنون ہوں جنہوں نے یہ سب کچھ بیان کیا۔ اسی طرح زبان عربی پر یا فلسفہ لغت پر مضمون لکھے۔ اور آخر میں ایک تھیوری ثابت کر کے لکھدے۔ کہ میں اس کیلئے مرزا صاحب کا ممنون ہوں۔ کہ ان کی کتاب سے مجھے یہ مفید نکتہ ملا۔ تو اس طرح بہت اچھا اثر ہوگا۔ عیسائی لوگ ایسا ہی کرتے ہیں۔ نہایت عالمانہ مضامین لکھتے ہیں۔ اور آخر میں کہہ دیتے ہیں۔ کہ یہ

حضرت یسوع مسیح کی تعلیم

سے اخذ کیا گیا ہے۔ اس طرح لوگوں کے اذہان قدرتاً اس طرف مائل ہوتے ہیں۔ اور ہمارے ایسا کرنے سے یقیناً دنیا حضرت مسیح موعود کی کتابوں کی محتاج ہوگی۔ اور جب لوگ محتاج ہوں گے تو انکی تلاش میں

جماعت کی بڑائی

ایک احمدی مبلغ کے سفر کے تجربات

(۱)

نوشتہ مولوی عبدالرحیم صاحب نیر

ریل کا ڈبہ

ریل اور جہاز دنیا کا ایک نمونہ پیش کرتے ہیں اور مبلغ کے لئے سفر میں خدا کا پیغام پہنچانے اور مختلف طبقات کے خیالات سے واقف ہونے کا بڑا موقعہ ہوتا ہے۔ میں اس سے فائدہ اٹھاتا ہوں۔ قادیان سے روانہ ہونے پر ریل میں تبلیغ کے علاوہ جو سبق آموز حالات میرے مشاہدہ میں آئے۔ ان میں سے تین مثالیں عرض کرتا ہوں۔ تا ناظرین الفضل معلوم کریں۔ اور عام مسلمانوں کو معلوم کرائیں کہ ہوا کا رخ کس طرف ہے۔

مسلمانوں کی حالت

مسلمانوں کی حالت کا رونا تو بہت رو یا جاتا ہے۔ مگر افسوس کہ پلیٹ فارم سے شور مچانے والے لوگ عام سوشل حالات کی اصلاح اور اخلاق کی درستی کا وعظ کم کرتے ہیں۔ اور غیر مسلم لوگ اسلام کی تعلیم کی بجائے مسلمانوں کے عمل کو دیکھتے ہیں۔ ملاحظہ ہو کہ

(۱) ریل کے کمرہ میں جہاں ایک آریہ مہاشہ وید کی مدح سرائی کرتا ہوا انگریزوں اور مسلمانوں دونوں سے نپٹ لینے کا وقت قریب آجانے کا پرزور الفاظ میں تذکرہ کر کے ہندو جذبات کو بھڑکاتا ہے۔ وہاں ایک نوجوان سکھ جوش میں بولتا ہے۔ قربانیاں کرنے کا سمے ہے۔ جب تک قربانیاں نہ ہوں گی اور شہیدوں کا خون نہ ہوگا اور ایک دفعہ مسلمانوں سے کھلے میدان میں فیصلہ نہ ہوگا۔ ملک میں امن نہ ہوگا۔

اس قومی جوش اور مسلمانوں کے تباہ کرنے والے منصوبوں کا پتہ دینے والی گفتگو سے غافل کو چونکنا اور سوئے ہوئے کو بیدار ہونا چاہیئے تھا۔ مگر یہاں تو منظر بدل کر یہ دیکھا آتا ہے۔ دشمن کا مہذب تعلیم یافتہ گروہ جس کمرہ میں مذکورہ بالا بات چیت میں مشغول تھا اس کے دوسرے کم درجہ کے کمرہ میں جا کر ایک بوڑھے سرخ ریش مولانا درویش کی زیارت کی جاتی ہے۔ مولانا نے رات بھر اللہ ہو اللہ ہو کے نعروں سے کمرہ بھر کو بیدار رکھا تھا اب آپ درویش نہیں۔ بلکہ پہلوان ہیں۔ اور غلیظ گالیاں ایک غیر مسلم نوجوان کو صرف اس قصور پر دے رہے ہیں۔ کہ اس نے مولانا سائیں شاہ صاحب کے کمرہ میں صبح صبح دروازہ کھول کر گھسنے کی کیوں جرأت کی۔ اور ان بزرگوار کو خلاف قواعد ریلوے آگ جلا کر حقہ نہ بھرنے اور کچھ جگہ نو وارد کے بیٹھنے کے لئے خالی کرنے کے لئے کیوں کہا؟ نوجوان غیر مسلم باوجود طاقت حمایت جماعت صبر سے کام لیتا ہے۔ اور اللہ ہو کہنے والا منہ گالیاں دیکر جواب یہ دیتا ہے "بوڑھے! تیری ڈاڑھی کا لحاظ کیا ہے خاموش ہو جا! آخر مسلہ ہے نا!!" اگر بروقت مداخلت نہ کرائی جاتی تو اچھا خاصا ہندو مسلم سوال اور فساد ہونے میں کسر نہ رہی تھی۔ اس میں پٹتے مسلمان تو بھی مسلمان ہی ہوتے۔ اور مہاشہ جی کو اسلام پر حملہ اور مسلمانوں سے نفرت پھیلانے کا زرین موقعہ تو مل ہی چکا تھا۔

۲۔ بڑے میاں کا معاملہ ابھی بمشکل طے ہوا تھا۔ کہ ریل کے ٹھہرنے کی دوسری جگہ آگئی۔ کچھ غیر مسلم خواتین داخل ہوئیں اور ایک پابند فقہ مسلمان صاحب کمرہ سے باہر نکلے۔ گاڑی نے وسل دیا۔ اور ہمارا سفید پوش نیا مولوی ایک ہاتھ شلوار میں ڈالے کمر بند گلے سے باندھے اندر آگیا۔ جہاں بی بیاں بیٹھی تھیں ان کے عین سامنے بلا تکلف پاجامہ کے اندر ہاتھ کو جنبش اور جسم کو حرکت دیجاتی رہی۔ نہ اسے خواتین کے بیٹھنے کا احساس ہوا اور نہ اپنے اس فعل کو خلاف تہذیب تصور کیا۔ مگر آریہ دسکھ و عیسائی نے ایک دوسرے کو آنکھوں سے دیکھکر کان میں ایسی آواز سے کہدیا۔ جسے متجسس کان سن سکتا تھا۔ کہ

"دیکھو یہ مسلمان کا نمونہ ہے"

غریب دردمند مبلغ نے سمجھانے کی کوشش کرنی چاہی۔ تو پر جوش پابند فقہ مولانا نے جواب دیا "قادیانی مردود ملعون کافر قابل گردن زدنی انگریزوں کے غلام" کی بات میں نہیں سن سکتا۔ دشمنان اسلام ہنسے اور محب اسلام رو یا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون

ایک آریہ نوجوان

دہلی سے آگرہ تک میرا ہم سفر ایک نوجوان ہندو تھا۔ جو ایک سیٹھ کا لڑکا اور متمول عالی خاندان کا چراغ تھا۔ انگریزی میں خاص طور پر قابل تھا۔ اسلام کی نسبت زہریلا آریہ لٹریچر جو ہندوستانی بولشویسٹ اسلام اور مذہب کو مٹانے کے لئے تیار کر رہے ہیں پڑھ چکا تھا میں اسکی نظر میں متعصب ملا تھا۔ جو کافر کو موقعہ پا کر قتل کر دینے کا منتظر رہتا ہے۔ کافر ہی کے مال کو لوٹنا اس کی بیوی کو بلا نکاح لیجانا جائز سمجھتا ہے۔ اور اپنے وحشی عقائد و اعمال میں آریہ کے مزعومہ اسلام کا نمونہ ہے۔ اس لئے مجھ سے بات کرتے ہوئے حقارت کی آنکھ اور نفرت کے لہجہ کو مخلوط کر کے بولتا تھا۔ میں اس مرض کو تاڑ گیا۔ اور چونکہ اس نوجوان کے منہ سے ایک آدھ انگریزی لفظ نکل چکا تھا۔ اس لئے اس سے موقعہ پا کر میں نے اسی لہجہ میں جو انگریزوں کو پسند ہوتا ہے۔ اس کے انگریزی تلفظ کی تعریف کی اور ساتھ ہی الوکیوشن (فصاحت) اور اپنے قیام لندن کا ذکر کر دیا۔ اب ہمارا نوجوان ہندو ہم سفر سنبھل کر بولنے لگا۔ اور سرخ ریش ملا سے انگریزی میں باتیں کر کے اور ایک گھنٹہ میں آریہ زہریلے اثر کا ازالہ سن کر اس نے حیرت سے

پوچھا۔ آیا جو کچھ میں نے پڑھا ہے یہ اسلام کی تعلیم نہیں؟ میرے یقین دلانے پر کہ یہ اسلام کی تعلیم نہیں۔ نوجوان کو صدمہ ہوا اور اصل تعلیم سننے اور پڑھنے کا خواہاں ہوا۔ چند کتابوں کے نام لئے۔ احمدی عقائد کو توجہ سے سُنا۔ اور چلتے وقت کہا بڑے لالہ جی کو اسلام سے محبت تھی۔ میرا نام بھی اسلامی رکھا تھا۔ مگر یک طرفہ لٹریچر کے مطالعہ اور یکطرفہ تقاریر کے سننے اور سیاسی اثرات نے میرے دل میں اسلام سے نفرت پیدا کر دی اور میں نے اسلامی نام بالکل ترک کر دیا۔ اب میں پڑھوں گا سوچوں گا اور پتا کے دئے ہوئے نام کی عزت کروں گا۔"

دھولیہ میں قیام

جی۔ آئی۔ پی کے جنکشن سٹیشن چالیس گاؤں سے ایک چھوٹی سی شاخ دھولیہ تک جاتی ہے۔ دھولیہ تجارتی مقام ہے۔ وہاں کے اسٹیشن ماسٹر ہمارے مخلص دوست بابو سراج الدین صاحب ہیں۔ ان کی خواہش تھی۔ کہ میں کسی وقت وہاں جاؤں۔ اس لئے اس خواہش کو پورا کرنے کے لئے میں وہاں گیا۔ بابو صاحب کے احباب نے جن میں ایک ممبر کونسل اور ایک وکیل ہیں لیکچر کی خواہش کی۔ اور مجھ سے ملنے اور یہ یقین کر لینے کے بعد کہ میں انگریزی بول سکوں گا۔ مرہٹی و انگریزی میں اشتہارات شائع کر دئے۔ اور ٹاؤن ہال میں "اسلام صلح و امن کا مذہب" کے مضمون پر انگریزی میں تقریر ہوئی۔ اس تقریر کے بعد ایک بڑے ہندو قانون پیشہ نے کہا۔ میں تبدیل شدہ خیالات کے ساتھ واپس جا رہا ہوں

I am returning a changed man

ایک مسلمان نے کہا۔ آپ مسلمان ہیں۔ تو اس نے جواب دیا۔

Call me a Muslim not a Mohammedan

مجھے مسلم کہو۔ مگر عام مسلمانوں کا سا محمدی نہیں ہوں۔

ان علاقوں کے لوگ نسبتاً آزاد ہیں۔ اور آریہ سماج کے اثرات سے پاک تھے۔ مگر زہریلا و گندہ لٹریچر جو ستیارتھ پرکاش کے ماننے والوں نے تیار کیا ہے۔ اور جسے گجراتی۔ تامل۔ مرہٹی۔ کنٹری۔ تیلگو میں ترجمہ کیا جا رہا ہے۔ اب لوگوں تک پہونچ رہا ہے۔ اور کم علم مصروف لوگ اس دیانندی قاتلانہ حملہ کا شکار ہو رہے ہیں۔ میں نے ایک اور تقریر لینٹرن سلائیڈز کے ساتھ اردو میں کی جسے سن کر اور سلائیڈ دیکھکر نوجوان مسلمان خصوصیت سے تازہ دم ہو گئے۔ مگر ملازمتوں سے ہٹائے۔ اور ایک غریب نے توابھکر نوجوانوں کو غصہ اور غیر مسلموں کو ہنسنے کا موقعہ دیا۔

دھولیہ کا سٹی مجسٹریٹ مجھے ملنے مکان پر آیا۔ اور شریف ہندوؤں اور تعلیم یافتہ مسلمانوں نے ایک مسلم مشنری کے پہلی مرتبہ آنے پر اظہار خوشی کیا۔ ہمارے بھائی سراج الدین کی دیرینہ مراد بر آئی۔

دھولیہ کا ایک واقعہ

ایک صبح میں بابو سراج الدین صاحب کے گھر پر تھا۔ بابو صاحب کو دودھ کے لئے گائے رکھنے کا شوق ہے۔ ان کی گائیں گھر کے قریب بندھی تھیں۔ بابو صاحب کے پڑوسی ہندو برہمن سٹیشن کلرک ہیں۔ دیکھا گیا۔ کہ ہمارے ہندو تعلیم یافتہ دوستوں کی بیویاں [illegible] ہاتھوں میں لئے سر برہنہ۔ پا برہنہ کسی بات کی منتظر ہیں۔ گمان ہوا۔ کہ دودھ کے لئے آئی ہوں گی۔ مگر نہیں۔ برہمن دیویاں مسٹر منو کو ہندوستان پہنچنے کا موقعہ دینے والے قدیم مذہب کی پیرو آریہ تہذیب کی قائم مقام۔ تعلیم یافتہ۔ اخبار خواں۔ ظاہرہ مہذب بیویاں جو صاف ستھرے مسلمان دیکھی سے چھوت کرتی ہیں۔ جھپٹتے ہوئے گلاس لیکر گئو موتر کے امرت کی طرف دوڑیں اور گوہر مقصود حاصل کر کے کپڑوں اور منہ پر پڑنے والے پیشاب کی چھینٹوں کو عطر گلاب سے زیادہ قیمتی سمجھکر منہ پر کے چھینٹوں کو ہاتھ پھیر کر پھیلا لیا۔ تا یہ تبرک پانی ضائع نہ ہو جائے۔

اس واقعہ کو بعد میں مشاہدہ کئے جانے والے واقعات کے ساتھ ملا اور ما در ہند پڑھکر اور ہندو مذہب کی تعلیم کہ شدھی کے لئے گائے کے گھی۔ دودھ۔ دہی۔ گوبر۔ پیشاب پانچ چیزوں سے مل کر تیار ہونے والی متبرک معجون الشدھی کا استعمال ضروری ہے۔ مجھے یقین ہو گیا ہے۔ کہ ہندوستان کا نام مہذب ممالک کی فہرست میں اس وقت تک نہیں لکھا جا سکتا جب تک آریہ نسل کے نوجوان بت شکن محمود بن کر توہمات کے بتوں کو برہمن ماتاؤں کے قلوب کی سومنات سے نہ توڑ ڈالیں۔ اور محمد رسول اللہ صلعم کے سکھائے ہوئے لا الہ الا اللہ کا کلمہ مسیح موعود کی ہدایات کے مطابق نہ پڑھا دیں۔

مولوی عبداللہ صاحب وکیل سرینگر کا فرار

الفضل ۱۲ اکتوبر ۱۹۲۸ء میں ایک نوٹس بنام مولوی عبداللہ وکیل خاکسار کی طرف سے شائع ہوا۔ جو ان کی تحریر مورخہ یکم اکتوبر کی بناء پر تھا۔ مولوی صاحب نے اس کی بناء پر جو رقعہ مجھے بھیجا۔ اس میں لفظی ایچا پیچی کرتے ہوئے لکھا تھا:۔

"جواب نوٹس ابھی ارسال خدمت ہے۔ جو الفاظ بذریعہ عزیز کوٹی میں نے لکھے ہیں۔ ان کو بکلی آپ نے ترک فرمایا ہے۔ اور اپنے نوٹس میں اپنی طرف سے الفاظ لکھے ہیں۔ جس کا نتیجہ صاف ہے کہ آپ نے میرا چیلنج منظور نہیں فرمایا ہے۔"

میں نے اس کے جواب میں ۱۵ اکتوبر کو سرینگر سے ذیل کا خط ان کی خدمت میں روانہ کیا۔ جس کا تا حال کوئی جواب موصول نہیں ہوا۔ میرا خط یہ ہے۔

مولوی عبداللہ صاحب وکیل سرینگر۔ افسوس کہ آپنے نوٹس کے جواب میں جو تحریر بھیجی ہے۔ وہ نہ صرف دور از کار ہے بلکہ چیلنج دہندہ کی حقیقت کو بھی آشکارا کر رہی ہے۔

کجا آں شورا شوری کجا ایں بے نمکی

عبدالعزیز کوٹی کا سوال اور آپ کا "متحدیانہ جواب" میرے سامنے ہے۔ پھر نا معلوم آپ کس بناء پر کہہ رہے ہیں۔ کہ "آپ نے میرا چیلنج منظور نہیں فرمایا"۔ اس قدر دیدہ دلیری؟ میں ادھر اُدھر کی بحث میں پڑنا نہیں چاہتا۔ صاف الفاظ میں لکھتا ہوں کہ آپ کا چیلنج منظور ہے۔ آپ روپیہ جمع کرا کر میدان عمل میں آئیں۔ اس قسم کی ایچا پیچیاں شیوہ مردانگی نہیں۔ یہ وہم نہ کریں۔ کہ اب آپ یونہی بچ جائیں گے۔ ہرگز نہیں۔ انشاء اللہ

اذا اعتلقت اظافیری بخصیم
فمرجعہ نکال او طلاح

نوٹ:۔ مولوی عبداللہ صاحب نے چند ایک حوالے بہائیت کی تائید میں اخبار "پیغام صلح" میں شائع کرائے ہیں۔ جس کے متعلق ہم بتا دینا چاہتے ہیں۔ کہ اس "بے قاعدہ" طریق سے ہمارا مطالبہ پورا نہیں ہو سکتا۔ انہیں باقاعدہ طور پر روپیہ بنک میں جمع کرا کر ثالث مقرر کر کے تحریری مباحثہ کرنا ہوگا۔ اگر وہ اس کے لئے تیار ہیں تو "چشم ما روشن دل ما شاد"۔ ورنہ ان کا گریز ظاہر ہے۔ کیا وہ اپنے چیلنج پر قائم رہ کر فیصلہ کریں گے؟ دیدہ باید۔ "پیغام صلح" کے شائع کردہ حوالوں کے متعلق عنقریب لکھا جائے گا۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

خاکسار اللہ دتا جالندھری مولوی فاضل قادیان

لائل پور میں آریہ سماج کو شکست فاش

آریہ سماج لائل پور نے جماعت احمدیہ سے ۲۹ اکتوبر لغایت ۳ نومبر مختلف چھ مضامین پر مباحثہ طے کیا تھا۔ شرائط وغیرہ کا پورے طور پر تصفیہ ہو گیا۔ اور الفضل میں اس مباحثہ کا اعلان بھی کر دیا گیا۔ جماعت احمدیہ کی طرف سے جناب میر قاسم علی صاحب مولوی اللہ دتا صاحب جالندھری اور مہاشہ فضل حسین صاحب پہونچ گئے۔ ۲۹ اکتوبر کو موضوع بحث یہ تھا۔ کہ کیا نجات کے لئے رسالت کا اقرار ضروری ہے؟ مگر آریہ سماجی مناظر نہ پہونچے۔ آریہ سماج نے معذوری ظاہر کی اور اس کے متعلق سیکرٹری جماعت احمدیہ کے پاس ایک معذرتی چٹھی ارسال کر دی۔ اس لئے اس دن مباحثہ نہ ہو سکا۔ ۳۰ اکتوبر تناسخ پر مباحثہ ہوا۔ آریہ سماج کی طرف سے پنڈت کالیچرن اور جماعت احمدیہ کی طرف سے مولوی اللہ دتا صاحب مناظر تھے۔ نہایت کامیاب مناظرہ ہوا۔ پنڈت صاحب سے کوئی جواب بن نہ آیا۔ مسلمانوں نے جماعت احمدیہ کو اس کامیابی پر مبارکباد دی۔ قریباً ایک گھنٹہ ابھی باقی تھا۔ کہ پنڈت صاحب کا گلا بالکل بند ہو گیا۔ صاحب صدر لالہ بھگت رام ساہنی کی درخواست پر بقیہ وقت ایک گھنٹہ ۳۱ اکتوبر پر ملتوی کر دیا گیا۔ دوسرے دن آریہ سماج نے مہاشہ چرنجی لال پریم کو پیش کیا۔ جنہوں نے بمشکل تمام ایک گھنٹہ پورا کیا۔ مہاشہ صاحب نے تناسخ کی بجائے قرآن کریم پر اعتراضات شروع کر دئے۔ جن کے مسکت جواب دئے گئے۔ ۳۱ اکتوبر کا مقررہ مضمون حضرت مسیح موعود کی پیشگوئیوں پر بحث کرنے کیلئے آریہ سماجی مناظر کسی طرح تیار نہ ہوا۔ آخر بحث رک گئی۔ بعد ازاں باقی دنوں میں آریہ سماج کسی مناظرہ کے لئے مستعد نہ ہوئی۔ احمدیت کی یہ بین فتح لائل پور کی پبلک مدتوں یاد رکھیگی۔

(نامہ نگار)

پیغامی نیرنگیوں کی حقیقت کا اظہار

(۳)

مولوی محمد علی صاحب کی باطل توجیہ اپنی سابقہ تحریرات کے متعلق

دُوسرا مقدمہ مولوی محمد علی صاحب نے اپنے جواب کا یہ بیان کیا ہے:۔

"جھگڑا تو یہ ہے۔ کہ کن معنوں میں یہ لفظ بولا جاسکتا ہے۔ یا کس قسم کی وہ نبوت ہے۔ جو اس امت میں یا حضرت مسیح موعود کو دی جاسکتی ہے۔ میں اوپر بتا چکا ہوں۔ کہ حضرت صاحب نے صاف طور پر یہ لکھ دیا ہے کہ نبوت کاملہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ختم ہوگئی۔ وحی رسالت آپ کے بعد نہیں آسکتی۔ نبوت جزئی کے دروازے قیامت تک کھلے ہیں۔ .... اس قدر تصریحات کے بعد جو شخص نہ مانے اس کا تو کوئی علاج نہیں۔ مگر میں نے جب اس مسئلہ پر کچھ لکھا ہے صاف طور پر ان امور کی طرف توجہ دلائی ہے"۔ "جو تشریح حضرت مسیح موعود نے اپنی نبوت اور رسالت کی خود کی۔ اسی تشریح کے لحاظ سے میں آپ کو نبی اور رسول کہنا جائز سمجھتا ہوں۔ یعنی یہ کہ لغوی معنوں کے لحاظ سے لفظ نبی کا اطلاق آپ پر ہوسکتا ہے۔ مجاز اور استعارہ کے رنگ میں ہوسکتا ہے۔ جزئی نبی آپ ہیں۔ اور جس تشریح کے لحاظ سے خود حضرت صاحب نے انکار کیا ہے۔ میں بھی انکار کرتا ہوں۔ یعنی شرعی اصطلاح کے رو سے آپ نبی اور رسول نہیں کہلا سکتے .... پس میں نے بھی جب لفظ نبی اور رسول کا استعمال کیا۔ یا جب آئندہ کرونگا۔ صرف لغوی معنی کے لحاظ سے مجاز اور استعارہ کے رنگ میں آپ کو جزوی نبی مانتے ہوئے کیا یا کرونگا"۔

خُلاصہ کلام

اس کا ماحصل یہ ہے۔ کہ چونکہ یہ ایک ثابت شدہ حقیقت ہے۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی اس مسئلہ کے متعلق جسقدر مختلف تحریرات ہیں۔ وہ سب کی سب آپ کے نبی ہونے کی نفی کرتی اور آپ کو صرف ایک محدث قرار دیتی ہیں۔ اور محدثیت ہی کی وجہ سے آپ کو جزوی نبی اور ناقص نبی کہا جاسکتا ہے۔ اور نیز یہ بھی ایک ثابت شدہ حقیقت ہے۔ کہ میری تمام تحریرات متعلقہ مسئلہ نبوت نفی و اثبات کے دونوں پہلوؤں کے رُو سے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تحریرات کے عین مطابق اور ان کا گویا عکس ہیں۔ اس لئے ثابت ہوا۔ کہ ریویو آف ریلیجنز والی میری تحریرات کے پیش کردہ حوالوں کا بھی یہی مقصد و مدعا ہے۔ کہ آپ نبی نہیں۔ بلکہ محدث ہیں۔ اور محدثیت ہی کی وجہ سے آپ کو جزوی نبی یا ناقص نبی کہا جاسکتا ہے۔

نرالی منطق

یہ ہے مولوی صاحب کی نرالی منطق جس کے ذریعہ سے آپ نے رسالہ تبدیلی عقائد کے مندرجہ تمام حوالجات کو بغیر انھیں چھونے کے دُور ہی سے حل کر دیا ہے۔ اور بجائے اس کے کہ آپ ان عبارتوں کو یا ان میں سے کم از کم کسی ایک کو ہی لے کر اس کے الفاظ سے یہ دکھاتے۔ کہ یہ تحریرات تمہاری تائید میں نہیں۔ بلکہ ہماری تائید میں ہیں۔ آپنے ان کی طرف اشارہ تک کو گویا حرام سمجھ کر اسی ایک جواب کے ساتھ ان سب کو ایک آن کی آن میں حل کر دکھایا ہے۔ اور اگر کوئی شخص مولوی صاحب کے اس جواب کی درستی میں شک کرے۔ تو وہ بقول مولوی صاحب سیاہ باطن ظالم۔ کور باطن۔ شریر فی الارض۔ خدا کی لعنت کا مورد۔ بیوقوف۔ جاہل۔ منافق۔ ہر طرح کی بدیوں سے بھرا ہوُا۔ گدھا۔ کتا۔ خنزیر۔ سانپ کا بچہ۔ بدکار۔ حرامکار اور بدذات ہے۔ (دیکھو مولوی صاحب کا رسالہ "تبدیلی عقائد کا الزام کس فریق پر عائد ہوتا ہے")

ان حالات میں کس شخص کو جرأت ہوسکتی ہے۔ کہ وہ اس دلیل کی پختگی اور قطعیت میں شک کرسکے۔ یا جناب مولوی صاحب کے متعلق یہ الفاظ زبان پر لاسکے۔ کہ آپ کی ریویو کی تحریرات سے کچھ اور ہی ظاہر ہوتا ہے۔ اور یوں بھی جب یہ بات تسلیم شدہ ہو۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بیانات کی وہی تعبیر اور تشریح درست ہوسکتی ہے۔ جو مولانا مولوی محمد علی صاحب کی زبان یا قلم سے نکلے اور یہ کہ مولانا جو کچھ فرمائیں وہ قطعی اور حتمی طور پر حضرت اقدس کی تحریرات کے مطابق ہوتا ہے۔ تو اس کے بعد کسی کی عقل پھری ہے۔ جو مولانا کی کسی سابقہ تحریر کو ان کے موجودہ عقائد کے خلاف قرار دے۔ اس لئے میں اس بحث کو ہی چھوڑتا ہوں۔

سابقہ تحریرات میں سے کچھ

مگر مولوی صاحب سے کمال ادب کے ساتھ یہ درخواست کرتا ہوں۔ کہ جناب نے جو یہ فرمایا ہے کہ "جھگڑا تو یہ ہے۔ کہ کن معنوں میں یہ لفظ بولا جاسکتا ہے"۔ جس کی تفصیل آپ نے یہ فرمائی ہے۔ کہ

"آپ ان معنوں میں نبی اور رسول تھے۔ جن معنوں میں اس امت کے دوسرے مجدد بھی نبی اور رسول کہلا سکتے ہیں"۔ "اس کا دروازہ سب اولیاء امت سب مجددین کے لئے کھلا ہے"۔

اگرچہ ہم اس بات کو تسلیم کرنے کے لئے آپ کی طرف سے مجبور کئے جا چکے ہیں۔ مگر از راہ کرم و ترحم ان کے مطابق ریویو کے مندرجہ ذیل حوالہ جات کی کوئی توجیہ کرکے ہمیں اپنا ممنون منت بنایا جائے:۔

حضرت مسیح موعوُد نبی ہیں نہ کہ محدث

(۱) خدا تعالیٰ کا قانون مستمرہ اور سنت جاریہ جو صحیح مذہبی تاریخ سے ثابت ہوتے ہیں۔ اس طرح پر واقع ہوئے ہیں۔ کہ جب کبھی دنیا میں سخت ایمانی ضعف چھا جاتا ہے .... تو اس وقت خدا تعالیٰ نے کمال فضل اور رحم سے کسی نبی کو مبعوث فرماتا ہے ......

(۲) اسی قانون کے مطابق اللہ تعالیٰ مختلف زمانوں کے اندر مختلف ممالک میں انبیاء نازل فرماتا رہا ہے۔

(۳) پھر جب مسیح علیہ السلام سے ۶۰۰، چھ سو برس بعد عیسائی دین پر اسی قسم کی موت وارد ہوئی۔ جس کو تیرہ ۱۳۰۰ سو سال کا عرصہ گذر چکا ہے۔ تو اس وقت خدا تعالیٰ نے حضرت سرور کائنات خاتم الانبیاء محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مبعوث فرمایا۔

(۴) پھر اسی قانون اور ان تمام پیشگوئیوں کے مطابق جو قریباً ہر مذہب میں پائی جاتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اس زمانہ میں اپنے مسیح موعود کو قادیان میں نازل فرمایا ہے"۔ (ریویو جلد ششم صفحہ ۱۹۱)

اس حوالہ کے فقرہ ۱ میں آپنے بعثت انبیاء کے متعلق اللہ تعالیٰ کے قانون مستمرہ اور سنت جاریہ کا ذکر کیا ہے۔ اور باقی کے فقرات میں بعثت انبیاء کے رُو سے آپ نے کل گذشتہ دَور عالم کے تین پیریڈ یا تین حصے کئے ہیں۔ پہلا پیریڈ ابتداء آفرینش سے لے کر حضرت عیسےٰ علیہ السلام کی بعثت تک کا زمانہ۔ دوسرا حضرت عیسےٰ کی بعثت کے بعد سے لے کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت تک کا زمانہ۔ اور تیسرا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بعثت سے لے کر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بعثت تک کا زمانہ۔ جن میں سے پہلے پیریڈ کے متعلق تو آپ نے یہ بیان کیا ہے۔ کہ اس میں اللہ تعالیٰ مختلف زمانوں کے اندر مختلف ممالک میں انبیاء نازل فرماتا رہا۔ جن میں سے آخری نبی حضرت عیسےٰ علیہ السلام ہیں۔ اور دوسرے پیریڈ کے متعلق آپ نے بتایا ہے۔ کہ اس میں صرف آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے مبعوث فرمایا۔ اور تیسرے حصہ یا آخری پیریڈ کے متعلق آپ نے یہ ظاہر کیا ہے۔ کہ اس میں صرف ایک ہی نبی مبعوث کیا گیا۔ جو قادیان میں نازل ہوا ہے اور جو مسیح موعود ہے۔

اب سوال یہ ہے۔ کہ جس گروہ انبیاء کی بعثت کے متعلق آپنے اس تحریر میں اللہ تعالیٰ کی سنت جاریہ بیان کی ہے۔ اس سے مراد کن معنوں کے رُو سے نبی ہیں۔ اگر اس سے مراد وہ انبیاء ہیں جو فی الواقعہ نبی ہیں۔ اور جن کا نام آپ کی اختیار کردہ اصطلاحات کی رُو سے کامل نبی اور حقیقی نبی ہے۔ تو لازماً ماننا پڑے گا۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام بھی کم از کم اس ریویو والے زمانہ میں فی الواقعہ نبی اور مطابق آپ کی آج کل کی اختیار کردہ اصطلاح کے حقیقی اور کامل نبی تھے۔ اور اگر اس سے آپ کی مراد